دسمبر
2024ء

اَللّٰهُمَّ انْصُرِ
الْإِسْلَامَ وَ الْمُسْلِمِيْنَ
فِیْ کُلِّ مَكَان

حِكۡمَةٌۢ بَالِغَةٌ فَمَا تُغۡنِ النُّذُرُ ۝۵ (القرآن:54)

ماهنامه

حکمتِ بالغہ

جھنگ

جدید تعلیم یافتہ حضرات میں علوم قرآنی کے فروغ کا نقیب

قرآن اکیڈمی جھنگ

جلد : 18
شمارہ : 12
جمادی الثانی: 1446ھ
دسمبر : 2024ء

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِن مُّدَّكِرٍ (القران)

اور ہم نے قرآن کو سمجھنے کیلئے آسان کر دیا ہے تو کوئی ہے کہ سوچے، سمجھے (پ۲۷ سورۃ القمر)

ISSN : 2305-6231

ماھنامہ

حکمتِ بالغہ

جھنگ

بانی مدیر : انجینئر مختار فاروقیؒ

مدیر مسئول : انجینئر عبد اللہ اسماعیل

مشاورت
- ڈاکٹر طالب حسین سیال
- حاجی محمد منظور انور
- پروفیسر خلیل الرحمٰن
- عبد اللہ ابراہیم

مدیر معاون و نگران طباعت: مفتی عطاء الرحمٰن

انتظامی امور: ملک نذر حسین

قانونی مشاورت
- محمد سلیم بٹ ایڈووکیٹ
- چودھری خالد اثیر ایڈووکیٹ

سالانہ زرِتعاون: اندرونِ ملک 800 روپے

معمول کا شمارہ: 80 روپے

اہلِ ثروت حضرات سے خصوصی زرِتعاون پچیس ہزار روپے یکمشت

ترسیل زر بنام : انجمن خدام القرآن رجسٹرڈ جھنگ

Web site:
www.hamditabligh.net

Email:
hikmatbaalgha1@yahoo.com

انجینئر مختار فاروقی

طابع: محمد فیاض، مطبع: سلطان باہو پریس فوارہ چوک جھنگ صدر

قرآن اکیڈمی جھنگ

لالہ زار کالونی نمبر 2، ٹوبہ روڈ جھنگ صدر

پاکستان پوسٹ کوڈ 35200

047-7630861-0336-6778561

اَلْكَلِمَةُ الْحِكْمَةُ ضَالَّةُ الْمُؤْمِنِ فَحَيْثُ وَجَدَ هَا فَهُوَ اَحَقُّ بِهَا(ترمذی)

حکمت کی بات بندۂ مومن کی گم شدہ میراث ہوتی ہے جہاں کہیں بھی وہ اس کو پائے وہی اس کا حقدار ہے

مشمولات

1	قرآن مجید کے ساتھ چند لمحات		3
2	بارگاہِ نبوی ﷺ میں چند لمحات		6
3	حرفِ آرزو: ....قرآن اور ہمارے مسائل	انجینئر مختار فاروقی ؒ	7
4	قرآن کریم کا ترجمہ و مختصر تشریح	انجینئر مختار فاروقی ؒ	11
5	مال و دولت دنیا کی حقیقت	انجینئر عبداللہ اسماعیل	27
6	اسلام میں اَخلاقیات کی اہمیت واِفادیت (8)	مولانا امین عزیز بھٹی	43
7	غزہ میں گزشتہ 13 ماہ کی جنگ	محمد منظور انور	48
8	یا ہنوز اندر تلاشِ مصطفےٰ ﷺ است	عبداللہ ابراہیم	54
9	آئینہ حکمت بالغہ 2024ء		63

ماہنامہ حکمت بالغہ میں قلمی تعاون کرنے والے حضرات کے مضامین معلومات کے تبادلے اور وسیع تر انداز میں خیر کے حصول اور شر سے اجتناب کے لیے چھاپے جاتے ہیں اور ادارے کا مضمون نگار حضرات سے تمام جزئیات میں اتفاق ضروری نہیں۔

یہ رسالہ ہر ماہ کی پہلی تاریخ کو حوالہ ڈاک کر دیا جاتا ہے۔ نہ ملنے کی صورت میں 10 تاریخ تک دفتر رابطہ فرمائیں 10 تاریخ کے بعد رسالہ ارسال نہیں کیا جائے گا

قرآن مجید کے ساتھ چند لمحات

اردو ترجمہ : فتح محمد خان جالندھری

انگریزی ترجمہ : ڈاکٹر عبدالسمیع حفظہ اللہ

(02) سورۃ البقرۃ	اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ	آیات 286-285

اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْہِ مِنْ رَّبِّہٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ

رسول ﷺ اس کتاب پر ایمان رکھتا ہے

جو ان کے پروردگار کی طرف سے ان پر نازل ہوئی

The messenger believes in what

has been sent to him, by his Lord;

اور تمام مومن بھی

and so do the believers.

كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَمَلٰٓئِكَتِہٖ وَكُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ

سب اللہ پر اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں پر اور اس کے پیغمبروں پر ایمان رکھتے ہیں

Each of them believes in Allah; and His angels

and His books; and His messengers

لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِہٖ

(اور کہتے ہیں) کہ ہم اس کے پیغمبروں سے کسی میں کچھ فرق نہیں کرتے

(Saying), "We don't degrade any of His messengers."

وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا

اور وہ (اللہ سے) عرض کرتے ہیں کہ ہم نے (تیرا حکم) سنا اور قبول کیا

And they always call upon Allah saying:
“We listen and obey,

غُفْرَانَكَ رَبَّنَا

اے پروردگار! ہم تیری بخشش مانگتے ہیں

Seeking Your forgiveness, O our Lord!

وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ﴿۲۸۵﴾

اور تیری ہی طرف لوٹ کر جانا ہے

And we all have to return to You alone.

لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا

اللہ کسی شخص کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا

Allah will not hold any individual accountable,
except to his capacity.

لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ

اچھے کام کرے گا تو ان کا فائدہ اس کو ملے گا اور برے کرے گا تو ان کا نقصان اسے پہنچے گا

He will get the credit of what he performed;
And he will face the debit of what he did.

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا

اے پروردگار! اگر ہم سے بھول یا چوک ہو گئی ہو تو ہم سے مواخذہ نہ کیجیو

(And the believers cry before Allah), “Our Lord! Don’t
object us: If we forget or we make a mistake.

رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا

اے پروردگار ہم پر ایسا بوجھ نہ ڈالیو

Our Lord! Do not make us bear a burden,

كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا

جیسا تو نے ہم سے پہلے لوگوں پر ڈالا تھا

as You had put under it the people before us.

رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ

اے پروردگار جتنا بوجھ اٹھانے کی ہم میں طاقت نہیں اتنا ہمارے سر پر نہ رکھیو

Also do not make us: to bear a burden, which

is beyond our capacity, O our Lord!

وَ اعْفُ عَنَّا وَ اغْفِرْ لَنَا وَ ارْحَمْنَا

اور (اے پروردگار) ہمارے گناہوں سے درگزر فرما اور ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم فرما

And grant us latitude, forgive us; And treat us mercifully.

اَنْتَ مَوْلٰنَا

تو ہی ہمارا مالک ہے

You are our Guardian and Protector.

فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۸۶﴾

اور ہم کو کافروں پر غالب کر

Thus help us against the non-believing people.”

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ

سورۃ البقرہ کی مندرجہ بالا آخری دو آیتوں کے بڑے فضائل احادیث مبارکہ میں بیان ہوئے ہیں
شعب الایمان للبیھقی کی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ خَتَمَ سُورَةَ الْبَقَرَةِ بِآيَتَيْنِ أَعْطَانِيهِمَا مِنْ كَنْزِهِ الَّذِي تَحْتَ الْعَرْشِ فَتَعَلَّمُوهُنَّ وَعَلِّمُوهُنَّ نِسَائَكُمْ وَأَبْنَائَكُمْ

’’اللہ تعالیٰ نے سورۂ بقرہ کو ان دو آیتوں پر ختم فرمایا ہے جو مجھے اس خزانہ خاص سے عطا فرمائی ہیں جو عرش کے نیچے ہے۔ اس لیے تم خاص طور پر ان آیتوں کو سیکھو اور اپنی عورتوں اور بچوں کو سکھاؤ‘‘۔

قَالَ النَّبِیُّ ﷺ

بارگاہِ نبوی ﷺ میں چند لمحات

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا اللّٰهَ

اے لوگو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو

وَ أَجْمِلُوا فِي الطَّلَبِ

اور دنیا کی تلاش میں اعتدال سے کام لو

فَإِنَّ نَفْسًا لَنْ تَمُوتَ حَتّٰى تَسْتَوْفِيَ رِزْقَهَا

چونکہ کوئی انسان اُس وقت تک نہیں مرتا جب تک کہ وہ اپنا رزق پورا نہ کر لے

وَإِنْ أَبْطَأَ عَنْهَا،

اگرچہ یہ رزق اس کو دیر سے ملے

فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ أَجْمِلُوا فِي الطَّلَبِ،

اس لیے تم اللہ سے ڈرو اور رزق کی تلاش میں اعتدال سے کام لو

خُذُوا مَا حَلَّ، وَ دَعُوا مَا حَرُمَ

وہ چیز لو جو حلال ہے اور اُس چیز کو چھوڑ دو جو حرام ہے

(ابن ماجہ ، عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ)

حرفِ آرزو

؎ زندگی در جستجو پوشیدہ است
اصل اُو در آرزو پوشیدہ است
علامہ اقبال

سیّدنا حضرت محمد ﷺ کی سیرت، قرآن اور ہمارے مسائل

انجینئر مختار فاروقیؒ
(از حکمت بالغہ دسمبر 2018ء)

لیل ونہار کا سلسلہ، عصرِ رواں کی تسبیح کے سفید اور کالے (دن اور رات کے) دانے اور کتابِ زندگی کے اوراق روزانہ ہمارے سامنے پلٹے جا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے کائنات کو پیدا فرمایا، حضرت انسان کو 'تکریم' بخشی (70:17) اور اپنی تخلیق کا شاہکار قرار دیا۔ انسان کی ہدایت کے لیے وحی اور پیغمبر بھیجے تا کہ وہ ہمیں آنکھوں کے سامنے کی دنیا کے علاوہ انسانی نگاہوں اور دماغ سے پوشیدہ ماضی و مستقبل کے حالات بتائیں۔ چنانچہ آسمانی ہدایت نے تخلیق انسانی، پہلے ہدایت یافتہ انسان حضرت آدم علیہ السلام، آسمانی ہدایت کے شاہکار صحیفوں اور کتابوں کا تعارف کرایا۔ آخری کتاب قرآن مجید اور اس کے لانے والے سیّدنا حضرت محمد ﷺ کو آخری پیغمبر قرار دیا اور کامل ترین و مکمل ترین اُسوہ کا حامل 'سِرَاجًا مُّنِيرًا' ٹھہرایا۔

یہ اللہ تعالیٰ کی رأفت و کرم ورحمت ہی ہے کہ قرآن مجید اُترا، مخالفین و معاندین کے مطالبے کے باوصف تھوڑا تھوڑا کر کے اُترا، تا کہ انسانی شخصیت کے رگ و پے میں اچھی طرح سرایت کر سکے۔ سیّدنا حضرت محمد ﷺ کا اُسوۂ مبارکہ اُسوۂ کامل قرار پایا۔ یہ بات عقل انسانی کے قریب تر ہے اور اٹل حقیقت ہے کہ آپ ﷺ کا اُسوہ 'قرآن مجید' ہی تھا اور آپ ﷺ 'قرآنِ مجسم' ٹھہرے کہ 'كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآن' کے جلی الفاظ کتب احادیث میں درج ہیں۔

قرآن 23 سالوں میں تھوڑا تھوڑا کر کے نازل ہوا؛ تاکہ لِنُثَبِّتَ بِہٖ فُؤَادَکَ (32:25) کا مرحلہ مکمل ہو اور آپ ﷺ سیرت کے لحاظ سے 'شاہد' اور 'شہید' بنیں اور شہادت علی الناس کا حق ادا ہو سکے۔ فہمِ قرآن مجید کا ذوق رکھنے والے اہل ایمان جانتے ہیں کہ مکی قرآن اور مدنی قرآن کا کیا فرق ہے اور قرآن مجید حکمت الٰہی کے مطابق جس بابرکت ترتیب سے نازل ہوا وہ بھی یقیناً اہم ہے، تکمیل نزول قرآن کے ساتھ ساتھ آپ ﷺ کے سامنے ترتیب مصحف کا بھی اہتمام ہوا۔ خلافت راشدہ کا سعادت مند دور ختم رسالت کا ہی ضمیمہ اور تتمہ ہے کہ اس میں جلد ہی قرآن مجید لوحِ محفوظ کی ترتیب کے مطابق 'مصحف' کی شکل میں تشکیل پا گیا اس کی تجوید اور قراءت (PRONOUNCIATION) بھی محفوظ کر کے مشیت ایزدی نے مصحف عثمانی کی صورت میں تا قیامت 'امر' کر دیا تاکہ سند رہے۔

'ترتیب مَصحَف' کے اٹل ہونے کے باوصف اہل علم وفن یعنی قرونِ اولیٰ سے ہی ہمارے مفسّرین قرآن، محدّثین عظام اور فقہائے کرام رحمۃ اللہ علیہم ترتیب نزولی کا تذکرہ بھی کرتے ہیں اور اس کو تلاش کر کے احکام الٰہی کی حکمتیں اور تفاصیل تک رسائی حاصل کرتے ہیں۔ اس ترتیب نزولی اور ترتیب مصحف کے فرق اور دو حقیقتیں قرار پانے میں امت مسلمہ کے بعد کے ادوار اور 'متأخّرین' کے لیے بے شمار حکمتیں مضمر ہیں جو وقت کے ساتھ سامنے آتی جا رہی ہیں۔

ہمارے نزدیک (اپنے ناقص علم کے مطابق) اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں کے بھیجنے اور کتابوں کے اتارنے کے باب میں جو سنت اور طریقہ اختیار فرمایا وہ یہ ہے کہ ایسے رسول اور نبی تو تشریف لائے جن کو کوئی صحیفہ یا کتاب عطا نہ فرمائی ہو مگر ایسی کوئی مثال نقلاً ہمارے سامنے نہیں ہے اور عقلاً بھی عرف عام میں ایسا محال ہے کہ کوئی آسمانی کتاب پیغمبر کے بغیر آسمان سے نازل ہو گئی ہو بالفاظ دیگر پیغمبر اور آسمانی کتاب کا چولی دامن کا ساتھ ہے جو لازم وملزوم کا درجہ رکھتا ہے اور INSEPERABLE ہے۔

ہمارے آقا سیّدنا حضرت محمد ﷺ پر قرآن مجید تھوڑا تھوڑا کر کے نازل ہوا۔ آپ ﷺ اور آپ کے (اوّلین) صحابہ رضی اللہ عنہم اس پر عمل کرتے تھے اس کو حرزِ جاں بناتے تھے (20:73)

صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے جو جاں نثار جتنا پہلے ایمان لایا اس کو آپ کے نقوشِ پا پر قدم بقدم چلنے کا زیادہ موقع ملا وہ خلفائے راشدین، عشرۂ مبشرہ، مہاجرین حبشہ، مہاجرینِ مدینہ، اصحابِ بدر، اصحاب الشجرہ اور فاتحین مکہ کہلائے اگرچہ بعد والوں سے بھی بہت اعلیٰ وعدے ہیں (10:57)۔

سیّدنا حضرت محمد ﷺ نے تو کامل ترین اور مکمل ترین صورت میں سارے قرآن کو اپنے عمل میں اُتارا اور 'مجسّم قرآن' قرار پائے گویا

خُلقش ہے قرآن گشت حَسُنَتْ جَمِيعُ خِصَالِہٖ

لہٰذا یہ کہا جا سکتا ہے کہ مصحف قرآن، لوحِ محفوظ کی ترتیب سے ہمارے سامنے ہے تو سیرت النبی کی صورت میں قرآن ترتیب نزولی کی شکل میں ہمارے سامنے ہے۔

علیه التحية والصلاة والسلام و للّٰه الحمد و المنّة

ہم مسلمانانِ پاکستان کے مسائل مشکلات اور مجبوریاں بھی اہل علم کے سامنے ہیں۔ پاکستان کا بننا اور قائم رہنا یقیناً مشیتِ ایزدی میں بہت اہمیت رکھتا ہے تاہم گزشتہ سات عشروں سے ہم اپنے عمل اور فتوحات (ACHIEVEMENTS) کا میزانیہ تیار کریں تو صورت حال پریشان کن ہے۔ وجہ بھی سامنے ہے کہ ہم نے قرآن مجید سے ہجر اختیار کر لیا ہے (30:25)۔ ماضی قریب میں شیخ الہند حضرت محمود حسن، مولانا ابوالکلام آزاد، علامہ اقبال اور ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہم نے اُمت کے امراض کی وجہ یہی بیان کی ہے اور علاج 'رجوع اِلی القرآن' کو قرار دیا ہے۔

تاہم ___ روایتی مسلمان اور مدارس عربیہ سے متعلق عوام کو تو قرآن سمجھ کر پڑھنے کی طرف آمادہ کیا جانا چاہیے جبکہ سکولوں کالجوں سے تحصیل علم کرنے والوں کو فی نفسہٖ 'رجوع اِلی القرآن' اور اس کو سمجھنے، عمل کرنے اور پھیلانے پر آمادہ کرنا چاہیے۔ تیس سال قبل لکھی گئی کتاب 'منہج انقلابِ نبوی' قرآن مجید کو سیرت النبی ﷺ سے سمجھنے کی کوشش تھی اور آج بھی حالات کا تقاضا یہی ہے کہ قرآن فہمی کے لیے بھاری بھرکم اصطلاحات (شہادت علی الناس، اقامت دین، اظہار دین اور 'لِتَكُوْنَ كَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا') کو آسان کر کے سیرت النبی ﷺ کو زمانی ترتیب سے بیان کیا جائے۔ اس سعی میں منہج انقلاب بھی پنہاں ہے، اس کے سارے مراحل بھی موجود ہیں۔ تربیت، تنظیم اور دعوتِ توحید بھی ہے، قرآن سے تمسّک بھی ہے اور قرآن مجید کے

ذریعہ وآلہ انقلاب ہونے کا فلسفہ بھی مضمر ہے۔

وہ حضرات جن کے پاس منبر ومحراب ہے، جہاں وہ عوام المسلمین کو متأثر کر سکتے ہیں یا سکولوں، کالجوں کے اساتذہ میں جو دین کا درد بھی رکھتے ہیں ان کے لیے اس میں کام کے بڑے مواقع ہیں۔ مزید برآں جن کے پاس خطبہ جمعہ کی ذمہ داری ہے جہاں آج بھی لوگ بغیر دعوت کے کھچے چلے آتے ہیں ان کے لیے خطبہ جمعہ کے پہلے حصہ کو (مقامی زبان میں) سیرت النبی ﷺ کو زمانی ترتیب سے یا قرآن مجید نزولی ترتیب کی حکمتوں کے ساتھ بیان کر کے عوام کو انقلابِ نبوی جیسی تبدیلی یا 'نیا پاکستان' کے لیے تیار کرنا چاہیے۔ قرآن مجید میں سورۂ جمعہ میں ہی آپ ﷺ کا طریق کار بیان ہوا ہے کہ آپ تلاوتِ آیات، تزکیہ، تعلیم کتاب وتعلیم حکمت کا فریضہ ادا کر رہے ہیں۔ اسی مقصد جلیلہ کے لیے 'جمعہ' کی فرضیت اور اس میں 'خطبہ' (یعنی تقریر و بیان) کو ہی اصل جمعہ قرار دیا گیا ہے۔ احادیث میں وارد ہے کہ آپ ﷺ خطبہ جمعہ میں اکثر سورت ق پڑھتے تھے عربوں (صحابہ رضی اللہ عنہم) کے سامنے عربی قرآن پڑھ دینا ہی بیان کا تقاضا کافی حد تک پورا کر دیتا تھا آج ضرورت ہے کہ سیرت النبی ﷺ کی زمانی ترتیب کے حوالے سے آیات کے ذریعے خطبات جمعہ میں تذکیر بالقرآن کی ذمہ داری ادا کی جائے تاکہ وہ سامعین جو 'مَن يَّخَافُ وَعِيْدِ' کے زمرے میں آتے ہوں وہ اپنی اصلاح پر متوجہ ہوں۔

حکومت سے بھی ہمارا 'نئے پاکستان' کے ضمن میں بے ضرر سا مطالبہ ہے کہ وہ اپنی آئینی ذمہ داری (کہ وہ تمام مسلمانوں کے لیے اسلام کے مطابق زندگی گزارنے کا ماحول پیدا کرے گی) ادا کرے میڈیا کو قرآن مجید اور سیرت النبی ﷺ کے تابع کرے اور تمام مسلمان سرکاری ملازمین بشمول فوج، عدلیہ اور سکولوں کالجوں کے طلبہ کو جمعہ کے دن 12 بجے سے 2 بجے تک تمام مصروفیات سے فارغ کر کے خطبہ جمعہ اور نماز کے لیے پابند کرے۔ ان خطباتِ جمعہ میں سیرت النبی ﷺ کا زمانی ترتیب سے بیان ہو تاکہ عامۃ المسلمین سیرت النبی ﷺ و سیرتِ صحابہ رضی اللہ عنہم کے قریب آسکیں۔ وَمَا ذَالِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ

دورۂ ترجمۃ القرآن

قرآن کریم کا ترجمہ و مختصر تشریح

مدرس: انجینئر مختار فاروقیؒ

سُورَةُ آلِ عِمْرَان

آیات 172 تا 180

اَلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ — وہ لوگ جنھوں نے حکم مانا اللہ تعالیٰ کا اور رسول ﷺ کا

مِنْۢ بَعْدِ مَآ اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ — اس کے بعد کہ ان کو زخم لگے ہوئے تھے

لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا مِنْهُمْ وَ اتَّقَوْا اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿١٧٢﴾ — ان میں سے جنہوں نے اچھا کام کیا اور پرہیزگاری اختیار کی ان کے لیے بہت بڑا اجر ہے

غزوۂ اُحد میں جو حالات و واقعات پیش آئے ان کا تذکرہ ہو رہا ہے۔ ان آیات میں ایک واقعہ کا ذکر ہے کہ جب آخری وقت میں کفار نے مسلمانوں کو تکلیف پہنچائی اور ستر صحابہ کرام شہید ہوگئے اس کے بعد انہوں نے اپنے گھوڑوں کی لگامیں موڑیں اور واپس مکے کی طرف روانہ ہوگئے۔ ابوسفیان (جو بعد میں مسلمان ہوگئے) اُس وقت کافروں کے سردار تھے انھیں کافی دور جا کر خیال آیا کہ ہم تو کام ادھورا چھوڑ آئے ہیں واپس جا کر ہمیں مسلمانوں کا کام تمام کر دینا چاہیے۔ اِدھر محمد رسول اللہ ﷺ نے جنگی حکمت کے طور پر ساتھیوں کو اکٹھا کیا، اگرچہ آپ بھی بہت زخمی تھے اور بدنظمی کی وجہ سے ساتھی بکھر گئے تھے کوئی کہیں تھا کوئی کہیں تھا، پھر بھی آپ ﷺ نے ساتھیوں کو اکٹھا کیا اور آپ نے کہا کہ اب ان کافروں کا پیچھا کرنا ہے، حالانکہ مسلمان اس وقت زخموں سے چور تھے، نڈھال تھے اور آپ کی شہادت کی خبر کا غم یا آپ کو جو تکلیف پہنچی تھی اس

کا غم تھا لیکن پھر بھی انھوں نے ہمت کی اور کہا کہ اے اللہ کے رسول! آپ جو حکم دیں اس کے لیے ہم حاضر ہیں۔ کفار نے پیچھے مڑنے کا فیصلہ کرلیا تھا لیکن جب انھیں معلوم ہوا کہ ہمارے پیچھے سے مسلمان آ رہے ہیں تو وہ فیصلہ تبدیل کر کے مکے چلے گئے۔ اگر مسلمان پیچھا نہ کرتے تو وہ دوبارہ آ کر مسلمانوں کو اور نقصان پہنچاتے۔ یہاں اس واقعے کا ذکر ہے کہ اتنے مشکل حالات میں بھی جنھوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی پکار پر لبیک کہا اور اپنے زخمی ہونے کی پرواہ نہیں کی اور سارے دن کی جنگ کے بعد بھی شام کو محمد رسول اللہ ﷺ کے کہنے پر دشمن کا پیچھا کیا، انہوں نے تو کتنی نیکیاں کمائیں اور کتنا ہی اعلیٰ اجر کمایا۔

اَلَّذِیۡنَ قَالَ لَھُمُ النَّاسُ — یہ وہ لوگ ہیں جن کو لوگوں نے کہا

اِنَّ النَّاسَ قَدۡ جَمَعُوۡا لَکُمۡ فَاخۡشَوۡھُمۡ — بے شک تمہارے مقابلے میں بہت سارے لوگ جمع ہو گئے ہیں سو تم ان سے ڈرو

کچھ لوگوں نے آ کر مسلمانوں سے کہا کہ مشرکین مکہ نے تمہارے مقابلے کے لیے بہت سامان جمع کیا ہے سو تم ان سے ڈرو، وہ بہت بڑی فوج بہت بڑی قوت ہے ان کے مقابلے میں مت جاؤ۔

فَزَادَھُمۡ اِیۡمَانًا — تو اس بات نے ان کے ایمان میں اور اضافہ کر دیا

وَّ قَالُوۡا حَسۡبُنَا اللّٰہُ وَنِعۡمَ الۡوَکِیۡلُ ﴿۱۷۳﴾ — اور وہ بولے کہ کافی ہے ہمارے لیے اللہ اور وہ بہت ہی اچھا کارساز ہے

فَانۡقَلَبُوۡا بِنِعۡمَۃٍ مِّنَ اللّٰہِ وَفَضۡلٍ — پھر وہ واپس آ گئے اللہ کی طرف سے نعمت اور فضل کے ساتھ

لَّمۡ یَمۡسَسۡھُمۡ سُوۡٓءٌ — انہیں کوئی نقصان بھی نہ پہنچا

وَّ اتَّبَعُوۡا رِضۡوَانَ اللّٰہِ — اور انہوں نے اللہ کی رضا بھی حاصل کر لی

مسلمانوں نے اللہ پر بھروسہ کرتے ہوئے دشمن کا پیچھا کیا تو واپس اس طرح لوٹے کہ انھیں اللہ کی رضا بھی حاصل ہوگئی کیونکہ انھوں نے اللہ اور رسول کا کہا مانا تھا اور کسی آدمی کو کوئی نقصان بھی نہیں پہنچا کیونکہ ابوسفیان صرف اپنی presence show کر کے آگے چلا گیا پھر مسلمان امن امان سے واپس آ گئے۔

وَ اللّٰہُ ذُوۡفَضۡلٍ عَظِیۡمٍ ﴿۱۷۴﴾ — اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے

اِنَّمَا ذٰلِكُمُ الشَّيْطٰنُ يُخَوِّفُ اَوْلِيَآءَهٗ یہ شیطان تو بس اپنے دوستوں کے ذریعے سے دوسروں کو ڈراتا ہے

جو سچے اہل ایمان ہیں وہ شیطان کے چکروں میں نہیں آتے

فَلَا تَخَافُوْهُمْ وَ خَافُوْنِ سوائے ایمان والو! تم شیطان کے دوستوں سے مت ڈرو اور مجھ سے ڈرو

اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۷۵﴾ اگر تم سچے مومن ہو

وَلَا يَحْزُنْكَ الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْكُفْرِ اور (اے نبی!) آپ کو غم میں نہ ڈالیں وہ لوگ جو کفر میں بھاگ دوڑ کر رہے ہیں

یعنی منافقین، یہود اور مشرکین جو آپس میں رابطے کرتے ہیں اور اسلام اور مسلمانوں کے خلاف سازشی منصوبے بناتے ہیں ان کی وجہ سے آپ پریشان نہ ہوں

اِنَّهُمْ لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيْـًٔا بے شک وہ اللہ کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکیں گے

يُرِيْدُ اللّٰهُ اَلَّا يَجْعَلَ لَهُمْ حَظًّا فِي الْاٰخِرَةِ اللہ چاہتا ہے کہ آخرت میں ان کے لیے کوئی بھلائی باقی نہ رہ جائے

یعنی ان کے دل میں جو خبث ہے اس کو وہ نکال لیں اور جو گناہ کرنے ہیں کر لیں تاکہ قیامت کے دن ان کے لیے کوئی بھلائی باقی نہ رہ جائے۔ ان کے دلوں میں نا کردہ گناہوں کی جو بھی حسرت ہے وہ پوری کر لیں تاکہ ان کے لیے آخرت میں کوئی نیکی باقی نہ رہ جائے۔

وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۷۶﴾ اور ان کے لیے بہت بڑا عذاب ہے

جو آخرت میں ان کا انتظار کر رہا ہے

اِنَّ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الْكُفْرَ بِالْاِيْمَانِ بے شک وہ لوگ جنھوں نے مول لیا ہے کفر کو ایمان کے بدلے میں

یعنی ایمان دے کر کفر وصول کر لیا ہے

لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيْـًٔا وہ اللہ کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکیں گے

وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۷۷﴾ ان کے لیے دردناک عذاب ہوگا

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اور یہ نہ سمجھیں وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا ہے

اَنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ خَيْرٌ لِّاَنْفُسِهِمْ کہ ہم جو انھیں مہلت دے رہے ہیں یہ ان کے لیے بہتر ہے

ہم جو کافروں کی رسی ڈھیلی کر رہے ہیں اور کافروں کو بظاہر فتح دے دی ہے اس سے وہ یہ نہ سمجھیں کہ اس میں ان کے لیے کوئی بھلائی ہے یا اللہ ان سے خوش ہو گیا ہے

اِنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ لِيَزْدَادُوْٓا اِثْمًا ہم تو ان کو مہلت اس لیے دے رہے ہیں کہ ان کے گناہ اور زیادہ ہو جائیں

ان کی رسّی دراز کی جا رہی ہے اور وہ گناہوں میں مزید آگے بڑھ رہے ہیں جس کا نتیجہ بہت برا ہوگا۔ تو اس مہلت سے ان کو کوئی بھلائی حاصل نہیں ہوگی۔ لہٰذا جو گناہ کمانے ہیں تو کما لیں، دل میں کوئی حسرت باقی ہے تو نکال لیں۔

وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿١٧٨﴾ ان کے لیے اہانت آمیز عذاب ہے

Insulting عذاب قیامت میں ان کا انتظار کر رہا ہے۔

مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ اور اللہ نہیں ہے کہ چھوڑے رکھے مسلمانوں کو اسی حالت پر جس پر تم ہو

حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ یہاں تک کہ وہ ناپاک کو پاک سے جدا کر دے

جنگ اُحد کے لیے پہلے ایک ہزار آدمی نکلے تھے ان میں سے تین سو راستے سے واپس ہو گئے۔ اگر جنگ اُحد نہ ہوتی تو وہ سب برابر سمجھے جاتے اور گڈمڈ رہتے، پتہ ہی نہ چلتا کہ کون کتنا مخلص ہے۔ اس نکلنے کے بعد پتہ چلا کہ تین سو کے لگ بھگ تو منافق ہیں اور میدان میں جا کر یہ بھی پتہ چلا کچھ ابھی کمزور دل ہیں اور کچھ ایسے بھی ہیں جو مالِ غنیمت اور دنیاوی فتح کو بھی کچھ اہمیت دیتے ہیں۔ تو موقع پر پیش آنے والے حالات وواقعات سے ان کی تربیت بھی ہوگئی۔ اگر یہ موقع نہ ہوتا تو کیسے پتہ چلتا؟ اور کیسے مسلمانوں کی تربیت ہوتی؟ فرمایا: اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو اسی حالت پر نہیں چھوڑنا چاہتا جس پر وہ تھے یہاں تک کہ ناپاک کو پاک سے یعنی منافقین کو سچے اہل ایمان سے جدا کر دے۔

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ اور اللہ نہیں ہے کہ تمہیں مطلع کر دے غیب پر

وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ لیکن اللہ چھانٹ لیتا ہے اپنے رسولوں میں سے جس کو چاہتا ہے

پھر اس کو غیب کی خبریں بتا دیتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں میں سے جس کو چاہتا ہے اس کو تو غیب کی خبر دے دیتا ہے مثلاً یہ کہ فلاں فلاں شخص منافق ہے لیکن عام مسلمانوں کو اس طرح غیب کی خبر نہیں دیتا۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ کردار کی بنیاد پر، افعال اور معاملات کی بنیاد پر تمہارے لیے ظاہر کر دینا چاہتا ہے کہ یہ منافق ہے اور یہ صادق الایمان ہے۔

فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ سو تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ

وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَ تَتَّقُوْا اور اگر تم ایمان لے آؤ گے اور رہیزگاری کی روش اختیار کرو گے

فَلَكُمْ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۷۹﴾ تو تمہارے لیے بہت بڑا اجر ہے

بدلہ ہے ثواب ہے اللہ کے پاس۔

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ اور نہ سمجھیں وہ لوگ جو بخل کرتے ہیں اس مال میں جو اللہ نے ان کو اپنے فضل سے دیا ہے

هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ کہ یہ ان کے لیے بہتر ہے

جو لوگ بخل سے کام لے رہے ہیں وہ یہ نہ سمجھیں کہ جو کچھ اللہ نے انہیں دے رکھا ہے اس میں سے وہ اللہ کے راستے میں خرچ نہیں کر رہے تو یہ کوئی نیکی کا کام کر رہے ہیں اور اس میں ان کے لیے بہتری ہو رہی ہے۔ اس وقت منافقین کا یہی رویہ تھا اور منافقین کا رویہ اسی طرح کا ہوتا ہے کہ کچھ تو جہاد سے جان چھڑاتے ہیں کہتے ہیں پیسے لے لو ہماری جان چھوڑو لیکن کچھ لوگ اس میں بھی بخل کرتے ہیں۔ تو اللہ نے فرمایا کہ وہ یہ نہ سمجھیں کہ اس میں ان کی بہتری ہے

بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ بلکہ یہ ان کے لیے برا ہے

یہ جو مال بچا بچا کے رکھ رہے ہیں یہ ان کے لیے برا ہے۔ جیسے علامہ اقبال نے کہا ہے

ے تو بچا بچا کے نہ رکھ اسے تیرا آئینہ ہے وہ آئینہ
جو شکستہ ہو تو عزیز تر ہے نگاہ آئینہ ساز میں

یہ جو کچھ تم اپنے جسم و جان کی قوت اور یہ مال اللہ کے لیے خرچ کرو گے اللہ کے راستے میں لگاؤ گے

تکلیفیں اٹھاؤ گے تو یہ تمہارے لیے بخشش کا سامان بنے گا۔ اگر اس کو بچا کے رکھو گے تو یہ تمہارے لیے وبال جان ہو گا

سَيُطَوَّقُونَ مَا بَخِلُوا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ جس مال میں یہ بخل کر رہے ہیں اس کا طوق ان کے گلے ڈالا جائے گا قیامت کے دن

جو مال بچا کر رکھیں گے قیامت کے دن اسی کا طوق بنا کر اور گرم کر کے ان کی گردنوں میں ڈالا جائے گا

وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اور آسمانوں اور زمین کی سب میراث اللہ ہی کی ہے

یعنی تم خرچ نہیں کرو گے تمہاری اولاد کو منتقل ہو جائے گا وہ آگے منتقل ہو جائے بالآخر ہر ایک نے یہاں سے چلے جانا ہے تو یہ سب کچھ اللہ کا ہو ہی جائے گا۔ تو مرضی سے خرچ کر جاؤ گے تو آخرت میں تمہارے کچھ کام آ جائے گا۔

وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۱۸۰﴾ اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے خوب باخبر ہے

یہاں غزوۂ اُحد سے متعلق حالات و واقعات اور ان پر تبصرے پر مشتمل آیات مکمل ہوگئی ہیں۔ آگے سورۃ آل عمران کے آخری دو رکوع ہیں۔ ان میں سے پہلے رکوع میں اہل کتاب سے خطاب ہے، ان کی کچھ شرارتوں اور ان کے مسلمانوں پر بعض تبصروں کا تذکرہ کیا جا رہا ہے۔ سورۃ البقرہ میں اور اس سورۃ میں بھی جہاد فی سبیل اللہ کا ذکر آیا ہے تو اُس کے ساتھ جہاد بالمال کا تذکرہ بھی ہوا ہے، اس پر اہل کتاب نے جو تبصرہ کیا اس کے ذکر سے بات شروع ہو رہی ہے۔

آیات 181 تا 189

لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا بے شک اللہ نے سن لی ہے ان لوگوں کی بات جنہوں نے کہا

اِنَّ اللّٰهَ فَقِيْرٌ وَّنَحْنُ اَغْنِيَآءُ کہ بے شک اللہ فقیر ہے اور ہم مال دار ہیں

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں بار بار ہمیں کہہ رہا ہے کہ میری راہ میں مال خرچ کرو، مجھے قرض حسنہ دو اس پر کچھ لوگوں نے کہا کہ اللہ فقیر ہے اور ہم سے مانگ رہا ہے تو ہم مالدار ہیں۔ اللہ نے فرمایا: ہم نے یہ بات سن بھی لی ہے اور

سَنَكْتُبُ مَا قَالُوْا ہم لکھ لیں گے وہ سب کچھ جو انہوں نے کہا ہے

وَقَتْلَهُمُ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ اور ان کا انبیاء کو ناحق قتل کرنا بھی

یعنی اہل کتاب کی یہ بات تو ہم نے پہلے ہی لکھی ہوئی ہے کہ وہ نبیوں کو بلا وجہ قتل کر دیا کرتے تھے۔

تو یہ سارے جرم ہمارے پاس ریکارڈ ہیں جب وہ آئیں گے تو ہم ان سے نمٹ لیں گے

وَّنَقُوْلُ ذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ﴿١٨١﴾ اور ہم ان سے کہیں گے: چکھو اس جلتی ہوئی آگ کا عذاب

ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ یہ بدلہ ہے اس کا جو تمہارے ہاتھوں نے آگے بھیجا ہے

یعنی یہ عذاب تمہارے ہی کرتوتوں کا نتیجہ ہے۔ اگر وہ یہ زبان درازی نہ کرتے کہ اللہ فقیر ہے، تو ان کا کیا بگڑتا؟ کوئی بھی ایسا تصور نہیں کرسکتا لیکن جب آدمی کسی پر فقرے چست کرنے پر آمادہ ہی ہو جائے تو پھر اللہ سے بھی باز نہیں آتا۔ فارسی کا محاورہ ہے: ''بازی بازی، باریش بابا ہم بازی'' یعنی ہنسی مذاق کی عادت ہو جائے تو چھوٹے لوگ اپنے بزرگوں کا مذاق اڑانے سے بھی باز نہیں آتے۔ ان کا یہ تبصرہ اللہ نے نوٹ کر لیا ہے اس کی بھی سزا ملے گی اور اسی طرح کے اور بھی جو کرتوت انہوں نے کیے ہیں اس کی سزا بھی ملے گی۔

وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿١٨٢﴾ اور اللہ تعالیٰ بندوں پر کوئی ظلم نہیں کرتا

ظَلَّام، فَعَّال کے وزن پر ہے جس کا ترجمہ بظاہر تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بہت زیادہ ظلم نہیں کرے گا لیکن اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ چھوٹے سے چھوٹا ظلم بھی نہیں کرے گا۔ ایسا نہیں ہے کہ اللہ کا جو نافرمان ہے ابوجہل یا ولید وغیرہ تو جہاں اس نے اور نافرمانیاں کی ہیں اللہ تعالیٰ فرشتوں سے کہے کہ دو چار چوریاں اس کے کھاتے میں اور لکھ دو، کچھ ڈاکے بھی لکھ دو تاکہ اس کو زیادہ سزا ملے۔ اللہ ایسے نہیں کرے گا بلکہ جو کچھ جس نے کیا ہے وہی کچھ اسے ملے گا اور اسی طرح جس نے نیکیاں کی ہیں اس کو بھی اس کا بدلہ مل جائے گا۔

اَلَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ عَهِدَ اِلَيْنَآ وہ لوگ جنہوں نے کہا کہ اللہ نے ہم سے عہد لے کر رکھا ہے

اہل کتاب سے جب کہا گیا کہ ایمان لاؤ تو ان میں سے کچھ لوگوں نے یہ کہا تھا کہ اللہ نے ہم سے وعدہ کر رکھا ہے

اَلَّا نُؤْمِنَ لِرَسُوْلٍ کہ ہم ایمان نہ لائیں گے کسی رسول پر

حَتّٰى يَاْتِيَنَا بِقُرْبَانٍ تَاْكُلُهُ النَّارُ یہاں تک کہ وہ رسول ہمارے سامنے ایک قربانی دے جس کو آگ آ کر کھا لے

آسمان سے آگ آئے اور اس قربانی کو اٹھا کر لے جائے۔ اگر وہ ایسا کرے گا تو پتہ چلے گا کہ یہ صحیح رسول ہے۔ جب انسانیت عہدِ طفولیت میں تھی اس وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبیوں کے ساتھ اس طرح کے معجزات ہوتے رہے۔ بنی اسرائیل بھی اس کے عادی تھے اس وجہ سے کی انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے بھی فرمائش کر دی کہ ہمیں تو اللہ کے نبی بتا گئے ہیں کہ کسی نبی کی صداقت کی نشانی یہ ہے کہ وہ کوئی قربانی پیش کرے پھر آسمان سے آگ آئے لپک کر اس قربانی کو اٹھا کر لے جائے۔ یہ ٹسٹ ہوتا ہے کہ وہ سچا نبی ہے۔ اگر محمد (ﷺ) بھی ایسا کر کے دکھا دیں تو ہم مان جائیں گے کہ وہ سچے نبی ہیں

قُلْ قَدْ جَآءَكُمْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِىْ بِالْبَيِّنٰتِ (اے نبی!) آپ ان سے کہیے: مجھ سے پہلے تمہارے پاس کتنے ہی رسول آ چکے ہیں واضح نشانیاں لے کر

وَبِالَّذِىْ قُلْتُمْ اور وہ تو وہ بھی لائے تھے جو تم کہہ رہے ہو

یعنی آگ کا قربانی کو جلا دینے والا معجزہ بھی انہوں نے دکھا دیا تھا

فَلِمَ قَتَلْتُمُوْهُمْ تو پھر تم نے ان کو قتل کیوں کر دیا

اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۸۳﴾ اگر تم سچے ہو

یعنی جن نبیوں کو تم نے قتل کیا تھا انہوں نے تو یہ معجزے بھی دکھا دیے تھے۔ گویا کہ جو تم شرط لگا رہے ہو کہ ہم نبی کو تبھی ہی مانیں گے کہ آگ کا معجزہ دکھائے تو اُن نبیوں کی بات تم نے کیوں نہیں مانی۔ اصل بات یہ ہے کہ تم ایمان لانا نہیں چاہتے اور اس طرح کے فضول مطالبے کر رہے ہو۔ مطلب یہ کہ تم جھوٹ کہہ رہے ہو جو کچھ کہہ رہے ہو۔ اگر تم سچے ہوتے ان نبیوں کو تم کم از کم قتل تو نہ کرتے جنہوں نے یہ معجزے دکھا دیے تھے۔

فَاِنْ كَذَّبُوْكَ سو (اے نبی!) اگر آپ کو یہ جھٹلا رہے ہیں

تو آپ اس پر دل آزردہ نہ ہوں کیونکہ وہ تو اس کے عادی ہیں

فَقَدْ كُذِّبَ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ آپ سے پہلے بھی کئی رسولوں کو جھٹلایا گیا ہے

جَآءُوْ بِالْبَيِّنٰتِ وَ الزُّبُرِ وَالْكِتٰبِ الْمُنِيْرِ ﴿۱۸۴﴾ جو لے کر آئے تھے کھلی نشانیاں اور صحیفے اور روشن کتاب

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ہر جی کو چکھنا ہے موت کا مزہ

اے اہل کتاب تم جو تبصرے کر رہے ہو تمہیں بھی ایک دن مرنا ہے

وَاِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اور پھر تم کو تمہارے اعمال کا پورا پورا بدلہ مل جائے گا قیامت کے دن

فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ جو کوئی بچالیا گیا دوزخ کی آگ سے اور داخل کر دیا گیا جنت میں

فَقَدْ فَازَ وہ تو کامیاب ہی ہو گیا

اصل کامیابی تو آخرت کی کامیابی ہے۔ دنیا کے مزے لے لینا یہ کوئی کامیابی نہیں ہے۔

وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ﴿۱۸۵﴾ یہ دنیا کی زندگی نہیں ہے مگر دھوکے کا سامان

لَتُبْلَوُنَّ فِيْٓ اَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ (اے مسلمانو!) البتہ ضرور تمہاری آزمائش ہوگی تمہارے مالوں میں اور تمہاری جانوں میں

اس مفہوم کی آیت سورۂ بقرہ کے انیسویں رکوع میں بھی آچکی ہے۔

وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ اور البتہ تم لازماً سنو گے اُن لوگوں سے جنہیں تم سے پہلے کتاب دی گئی تھی

وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا اور اُن لوگوں سے بھی جو مشرک ہیں

اَذًى كَثِيْرًا بہت ساری تکلیف دہ باتیں

ان کی زبان سے ایسے جملے اور بجھے ہوئے تیروں کی طرح فقرے تم پر کسے جائیں گے جو سینہ چھلنی کر دیتے اور دل سے آر پار ہو جاتے ہیں ایسی باتیں تمہیں اہل کتاب اور مشرکوں سے سننی ہی پڑیں گی۔

وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا اور اگر تم برداشت کرو اور پرہیزگاری کی روش اختیار کرو

فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ﴿۱۸۶﴾ تو یہی ہمت کے کاموں میں سے ہے

ابھی ایسی آزمائشیں تم پر اور بھی آئیں گی یہ برداشت کرنے کا موقع ہے۔ پھر غلبہ حاصل ہوگا اور کافر و مشرک سارے دب جائیں گے۔

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اور جب اللہ نے عہد لیا تھا اُن لوگوں سے جن کو کتاب دی گئی

لَتُبَيِّنُنَّهٗ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُوْنَهٗ کہ تم لازماً اس کو بیان کرو گے لوگوں کے لیے اور اس کو نہیں چھپاؤ گے

جو کچھ اللہ کی کتاب میں کہا گیا ہے اس کو عام کرو گے اور اللہ کے احکام نہیں چھپاؤ گے۔ اس وعدہ کرنے کے باوجود انھوں نے کیا کیا؟

فَنَبَذُوْهُ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ تو انہوں نے اس کو پس پشت ڈال دیا

وَاشْتَرَوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا اور اس کو بیچتے رہے تھوڑی سی قیمت کے عوض

فَبِئْسَ مَا يَشْتَرُوْنَ ﴿١٨٧﴾ سو برا سودا ہے جو وہ خرید رہے ہیں

اللہ کے دین کو اور اللہ کی کتاب کو بیچ کر جو کچھ کما رہے ہیں بڑا برا سودا ہے جو وہ خریدتے ہیں

لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَفْرَحُوْنَ بِمَآ اَتَوْا تم نہ سمجھو ان لوگوں کے بارے میں جو خوش ہوتے ہیں اُس پر جو انھوں نے کام کیے ہیں

وَّيُحِبُّوْنَ اَنْ يُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا اور وہ چاہتے ہیں کہ ان کی حمد کی جائے ان کاموں پر جو انھوں نے نہیں کیے

وہ لوگ جو اپنے کسی اچھے کام پر خوش ہوتے ہیں اور اتراتے ہیں اور اس سے بڑھ کر وہ چاہتے ہیں کہ ان کی تعریف کی جائے ان کاموں پر جو انھوں نے نہیں کیے۔ یعنی ہر حال میں وہ چاہتے ہیں کہ لوگ ان کے لیے واہ واہ کے نعرے لگائیں زندہ باد کے نعرے لگائیں اور بہت سارے اوروں کے اچھے کام بھی ان کے کھاتے میں ڈال کر ان کی تعریف کی جائے۔ یہ چاہتے ہیں کہ ہر وقت ان کی تعریف ہی ہوتی رہے

فَلَا تَحْسَبَنَّهُمْ بِمَفَازَةٍ مِّنَ الْعَذَابِ سو مت سمجھ ان کو کہ وہ اللہ کے عذاب سے چھوٹ گئے ہیں

یہ مت سمجھئے کہ دنیا میں زندہ باد کے نعرے لگ گئے تو آخرت کے عذاب سے بچ گئے وہ تو اپنی جگہ پر ہے۔

وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۱۸۸ اوران کے لیے دردناک عذاب ہے

جو وہاں ان کا انتظار کر رہا ہے

وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اوراللہ ہی کے لیے ہے بادشاہی آسمانوں اور زمین کی

وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۱۸۹ اوراللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے

آیات 190 تا 200

یہ سورۂ آل عمران کا آخری رکوع ہے۔ جیسے سورۃ البقرہ کا آخری رکوع بہت ہی جامع بہت ہی اہم مضامین پر مشتمل ہے اسی طرح یہ بھی ہے۔ سورۃ البقرہ کے آغاز میں جو الفاظ آئے ﴿هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ﴾ کہ یہ کتاب ان لوگوں کے لیے ہدایت ہے جو متقین ہیں، سلیم الفطرت اور اچھے لوگ ہیں تو یہاں ان کا تذکرہ ہے کہ وہ لوگ کیسے ایمان حاصل کرتے ہیں ان کے اندر ایمان کیسے پیدا ہوتا ہے؟ وہ آسمان و زمین پر اور آفاقی نشانیوں پر غور وفکر کرتے ہیں پھر اس غور وفکر کے نتیجہ میں حقیقت تک ان کی رسائی ہو جاتی ہے۔ اللہ کو ماننا اور آخرت کو ماننا یعنی ایمان باللہ اور ایمان بالآخرت یہ دو چیزیں تو انسان کی فطرت میں ہیں یعنی ہر شخص غور کر کے یہاں تک پہنچ سکتا ہے۔ تو اس کا تذکرہ ہے کہ سلیم الفطرت لوگ ان دو چیزوں کو تو پا لیتے ہیں۔ اس کے بعد کا جو مرحلہ ہے کہ وہ اللہ کے رسول پر بھی ایمان لائیں، اس کو یہاں اور انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ سورۃ البقرہ کے اخیر میں آیا ہے﴿اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ﴾ ایمان لائے ہیں اس قرآن پر اللہ کے رسول اور اہل ایمان بھی۔ یہاں اسی کا تذکرہ اور انداز میں آئے گا کہ رسول کا ایمان کیا ہے؟ رسول کا ایمان یہ ہے کہ ایمان لائے اور اسی کے داعی بن کر کھڑے ہوگئے، لوگوں کو بلانے والے بن کر کھڑے ہوگئے اور اہل ایمان کا ایمان یہ ہے کہ جیسے ہی رسول نے پکارا تو انہوں نے اٰمَنَّا وَ صَدَّقْنَا کہا اور آگے بڑھ کر اس کو قبول کر لیا۔

اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ بے شک آسمانوں اور زمین کی تخلیق میں

وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَ النَّهَارِ اور رات اور دن کے ایک دوسرے کے پیچھے آنے میں

لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الۡاَلۡبَابِ ﴿۱۹۰﴾ یقیناً نشانیاں ہیں عقلمند لوگوں کے لیے

سورۂ بقرہ کے بیسویں رکوع کے شروع میں بھی اس جیسی آیت آئی ہے جو ہم پڑھ چکے ہیں۔

یعنی عقلمند لوگ ان آیات سے اللہ کو پہچانتے ہیں

الَّذِیۡنَ یَذۡکُرُوۡنَ اللّٰہَ قِیٰمًا وَّ قُعُوۡدًا وَّعَلٰی جُنُوۡبِہِمۡ وہ لوگ جو اللہ کو یاد رکھتے ہیں

کھڑے ہوئے بھی بیٹھے ہوئے بھی اور اپنے کروٹوں کے بل بھی

وَیَتَفَکَّرُوۡنَ فِیۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ اور مزید غور و فکر کرتے ہیں آسمانوں اور زمین کی تخلیق میں

پھر وہ اس نتیجے پر پہنچتے ہیں اور کہتے ہیں

رَبَّنَا مَا خَلَقۡتَ ہٰذَا بَاطِلًا اے ہمارے رب! تو نے یہ سب کچھ باطل نہیں پیدا کیا

یہ سارا نظام جو بنایا ہے یہ بے مقصد نہیں ہے، بلکہ حق پر ہے، Purposeful ہے، اس کا کوئی نہ کوئی نتیجہ نکلنے والا ہے۔

سُبۡحٰنَکَ اے اللہ! تو پاک ہے

اس سے کہ کوئی باطل کام کرے۔ تو حکیم ہے تیرے ہر کام میں حکمت ہے تو اس کائنات کے پیدا کرنے میں بھی حکمت ہے انسان کی تخلیق میں بھی حکمت ہے اور وہ حکمت یہ ہے کہ اللہ نے ہمیں دنیا میں آزمائش کے لیے بھیجا ہے اور آخرت میں حساب کتاب ہوگا۔

فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۱۹۱﴾ تو اے اللہ تو ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچانا

ہمیں ایسے کام کرنے کی توفیق عطا فرما کہ ہم تیری ناراضی سے بچ جائیں اور کامیاب ہو جائیں قیامت کے دن تیری رضا حاصل کریں۔ اور انسان غور و فکر کرکے اس نتیجے پر بھی پہنچتا ہے کہ

رَبَّنَاۤ اِنَّکَ مَنۡ تُدۡخِلِ النَّارَ اے رب ہمارے! جس کو تو نے آگ میں داخل کر دیا

فَقَدۡ اَخۡزَیۡتَہٗ اس کو تو تو نے رسوا کر دیا

وَمَا لِلظّٰلِمِیۡنَ مِنۡ اَنۡصَارٍ ﴿۱۹۲﴾ اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ہوگا

آخرت کے بارے میں یہ احساس بھی پیدا ہونا چاہیے کہ وہ دن حقیقی انصاف کا دن

ہے۔ کچھ لوگ اس کو بھی سبوتاژ کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ وہاں بھی سفارشیں چل جائیں گی یا کچھ لوگ ایک دوسرے کا بازو پکڑ کر زبردستی اللہ سے چھڑا کر لے جائیں گے۔ دنیا میں تو عام آدمی کو انصاف ملتا ہی نہیں ہے تو اگر آخرت کے بارے یہ تصور قائم ہو جائے تو پھر آخرت میں بھی عام آدمی کو انصاف کی کوئی توقع نہیں رہے گی۔ حالانکہ آخرت کا دن ایسا ہے کہ اس دن واقعتاً انصاف ہوگا اور اس دن ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ہوگا۔

رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ اے رب ہمارے ہم نے سنا کو کسی پکارنے والے کو جو صدا لگا رہا تھا ایمان کی

اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ کہ لوگو! ایمان لاؤ اپنے رب پر

یہ رسول کے ایمان کا نقشہ ہے کہ اللہ کے رسول جب ایمان لائے تو وہ داعی بن کر کھڑے ہوئے اور لوگوں کو اپنے رب پر ایمان لانے کی دعوت دی۔ اور جو لوگوں کا ایمان ہے وہ یہ ہے کہ ہم نے ایک آدمی کو دعوت دیتے ہوئے سنا

فَاٰمَنَّا ہم فوراً ایمان لے آئے

جو ایمان میں پہل کرنے والے ہیں وہ کوئی معجزے طلب نہیں کرتے، معجزات تو بعد کے لوگ ہٹ دھرمی کی وجہ سے طلب کرتے ہیں جنھوں ماننا نہیں ہوتا۔ جن کے دل پہلے ہی حق کو قبول کرنا چاہتے ہیں وہ تو آگے بڑھ کر اس کو قبول کر لیتے ہیں۔ ان کی شان یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں ہم فوراً ایمان لے آئے۔ ان کی زبان پر یہ دعا ہے کہ

رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا اے رب ہمارے! تو بخش دے ہمارے گناہوں کو

وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا اور ڈھانپ لے ہماری خطاؤں کو

وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ﴿۱۹۳﴾ اور نیکوکار لوگوں کے ساتھ ہماری موت آئے

رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰى رُسُلِكَ اور اے رب ہمارے تو ہمیں عطا فرما وہ جس کا تو نے ہم سے وعدہ فرمایا ہے اپنے رسولوں کے ذریعے سے

جو بھی اچھی اچھی باتوں کا وعدہ آپ نے کیا ہے اے اللہ ہمیں ان سب کا مستحق بنا، ہمیں توفیق دے کہ ہم ایسے کام کریں ان سب چیزوں کے حقدار ٹھہریں

وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ　　اور اے اللہ قیامت کے دن ہمیں رسوا مت کرنا

اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ﴿١٩٤﴾　　بے شک تو اپنے وعدے کی خلاف ورزی نہیں کرتا

اللہ سے تو ہمیں اس بات کا ڈر نہیں ہے کہ وہ اپنے وعدے کی خلاف ورزی کرے گا بلکہ ڈر ہے تو اس کا کہ اللہ نے جنت کا یا اچھے بدلے کا جو معیار بنا رکھا ہے ہم اس معیار پر پورے اترتے ہیں یا نہیں۔ لہٰذا اللہ سے دعا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم معیار پر پورے اتر آئیں جس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ ہمیں اچھا بدلہ دے کر جنت میں داخل کر دے۔

اب ایسی دعا جو آخرت کے لیے ہو ہدایت کی دعا ہو اس کا انداز یہ ہے کہ اللہ فوراً قبول فرماتا ہے

فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ　　ان کی دعا کو ان کے رب نے فوراً قبول فرمالیا

اَنِّيْ لَآ اُضِيْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ　　کہ میں تو تم میں سے کسی عمل کرنے والے کے عمل کو ضائع نہیں کر رہا

کافروں کے عمل اس طرح ضائع نہیں ہو رہے کہ وہ بھی ریکارڈ ہو رہے ہیں، تو تمہارے عمل میں کہاں سے ضائع کر دوں گا

مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى　　مرد ہو چاہے عورت

بَعْضُكُمْ مِّنْ بَعْضٍ　　تم ایک دوسرے میں سے ہی ہو

یہاں سے خصوصیت کے ساتھ ذکر ہو رہا ہے کہ عمل کرنے والا چاہے مرد ہو چاہے عورت، اس کا کوئی عمل ضائع نہیں جاتا۔ عورتوں کے الگ اپنے اعمال ہیں ان کی اپنی آخرت ہے جو کچھ کما رہی ہیں اس کا اجر پائیں گی اور مرد جو کچھ کر رہے ہیں وہ اس کا بدلہ پائیں گے۔

سورۃ البقرہ کے اخیر میں بھی ایک جامع دعا آئی تھی اور اِس سورۃ کے اخیر میں بھی یہ دعا ہے البتہ وہ مستقبل کے بارے میں تھی کہ جنگ بدر کا مرحلہ آنے والا ہے اس کے لیے دعا تھی کہ

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ
عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا
وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿٢٨٦﴾

زیر درس آیات کے نزول کے وقت جنگ بدر گزر چکی جنگ اُحد بھی گزر چکی، اس کے بعد تبصرہ

ہو رہا ہے تو ماضی کے انداز میں اہل ایمان پر تبصرہ ہے کہ اہل ایمان وہ ہوتے ہیں جن کی زندگی کا یہ نقشہ ہوتا ہے

فَالَّذِیْنَ هَاجَرُوْا پس وہ لوگ جنہوں نے ہجرت کی ہو

وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ اور وہ گھروں سے نکال دیے گئے ہوں

وَاُوْذُوْا فِیْ سَبِیْلِیْ اور انہیں میرے راستے میں تکلیفیں دی گئیں ہوں

وَقٰتَلُوْا وَقُتِلُوْا اور انہوں نے اللہ کے راستے میں جنگ کی ہو اور گردنیں بھی کٹوائی ہوں

ان کے لیے میں اس کا وعدہ کر رہا ہوں کہ

لَاُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَیِّاٰتِهِمْ ان کی خطائیں میں لازماً دور کردوں گا ان سے

وَلَاُدْخِلَنَّهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ اور لازماً انہیں داخل کروں گا ایسے باغات میں جن کے دامن میں نہریں بہتی ہوں گی

ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ یہ بدلہ ہوگا اللہ کے پاس سے

وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الثَّوَابِ ﴿۱۹۵﴾ اور اللہ ہی کے پاس بہترین بدلہ ہے

لَا یَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا فِی الْبِلَادِ ﴿۱۹۶﴾ کافروں کا مختلف شہروں میں آنا جانا تمہیں دھوکے میں نہ ڈالے

کافروں کی چلت پھرت اور اٹھنے بیٹھنے اور بڑے شہروں اور ملکوں میں آنے جانے سے تمہیں یہ دھوکا نہ لگ جائے کہ یہ لوگ کامیاب ہیں یا اللہ ان سے خوش ہے۔

مَتَاعٌ قَلِیْلٌ یہ تھوڑا سا متاع ہے

یہ تو محض دنیا کی فانی زندگی کے تھوڑے سے ساز وسامان کا فائدہ ہے

ثُمَّ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ اس کے بعد ان کا ٹھکانہ جہنم ہے

جیسے ہی ان کی آنکھ یہاں سے بند ہوگی تو ان کا ٹھکانہ جہنم ہے

وَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿۱۹۷﴾ اور بہت ہی برا ٹھکانہ ہے

لٰكِنِ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لیکن وہ لوگ جنہوں نے اپنے رب کا تقویٰ اختیار کیا

لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ان کے لیے ایسے باغات جن کے

دامن میں نہریں بہہ رہی ہوں گی اور اس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے

نُزُلًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ یہ مہمان نوازی ہوگی اللہ کے پاس سے

وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّلْاَبْرَارِ ﴿١٩٨﴾ اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ نیکوکاروں کے لیے بہت

اچھا بدلہ ہے

وَاِنَّ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ بے شک کتاب والوں میں سے بعض ایسے بھی ہیں

لَمَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ جو ایمان لاتے ہیں اللہ پر اور اس پر

جو تمہاری طرف اترا ہے اور اُس پر جو کچھ ان کی طرف اترا تھا

خٰشِعِيْنَ لِلّٰهِ اللہ کے سامنے عاجزی کرتے ہوئے

لَا يَشْتَرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا وہ اللہ کی آیتوں کے بدلے میں نہیں لیتے کوئی

دنیاوی پیسہ

اُولٰٓئِكَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ان کے لیے ان کا اجر محفوظ ہے ان کے رب کے پاس

اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿١٩٩﴾ بے شک اللہ حساب میں جلدی کرنے والا ہے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اے اہل ایمان!

اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا صبر کرتے رہو اور مضبوطی کے ساتھ ڈٹے رہو

وَرَابِطُوْا وَاتَّقُوا اللّٰهَ اور آپس میں جڑے رہو اور اللہ سے ڈرتے رہو

ایمان والوں میں یہ اوصاف ہوں گے تو ایک حزبُ اللہ وجود میں آئے گی یہ اوصاف ہوں گے تو دنیا میں حق کا بول بالا ہوگا

لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿٢٠٠﴾ تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ

اپنی منزلِ مراد کو پہنچو

مال و دولتِ دنیا کی حقیقت

انجینئر عبداللہ اسماعیل

آج کا دور بلاشبہ مادی دور ہے اور اس دور میں مال کی اہمیت خاص طور پر بہت زیادہ بڑھ گئی ہے یہاں تک کہ اس کو عزت و ذلت کا معیار سمجھا جاتا ہے۔ چند سال پہلے تک دنیا میں عزت کا جو معیار تھا وہ مال نہیں تھا۔ سیرت کی کتابوں میں یہ بات لکھی ہوئی ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی پرورش میں زیادہ حصہ آپ کے چچا حضرت ابوطالب کا ہے۔ حضرت ابوطالب قریش قبیلہ کے بڑے معزز خاندان بنو ہاشم کے سردار تھے لیکن ان کے پاس مال و دولت زیادہ نہیں تھا۔ حضور اکرم ﷺ بچپن میں بکریاں چراتے تھے اور اپنے چچا کی معاشی مدد کرتے تھے۔ پھر جب آپ ﷺ کی شادی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے ہوگئی تو آپ نے حضرت ابوطالب کے ایک بیٹے (حضرت علیؓ) کی پرورش اپنے گھر میں کی تھی کیونکہ وہ عیال دار تھے، خاندان بڑا تھا، پیسے والے نہیں تھے۔ لیکن اُس وقت ایسا نہیں تھا کہ پیسہ نہ ہونے کی وجہ سے ان کو سرداری نہیں مل سکتی۔ سرداری کی وجہ کوئی اور تھی، عزت کسی اور وجہ سے حاصل ہوتی تھی، پیسے ہونا یا نہ ہونا اس کا تعلق سرداری اور عزت کے ساتھ نہیں تھا۔ آج کے زمانہ میں تو انسان کی عزت اس کے مال و دولت کے حساب سے ہے۔ انسان اپنے اخلاق میں نہایت گرا ہوا ہی کیوں نہ ہو، اخلاقی لحاظ سے پستی میں کیوں نہ ہو اور اس کا ذریعہ معاش کتنا ہی برا کیوں نہ ہو لیکن اگر اس کے پاس مال ہے اس کے پاس دولت ہے تو معاشرے میں وہ عزت دار شمار ہوتا ہے اس کی عزت کی جاتی ہے۔ آج کل کے دور میں تو گویا عزت بھی

پیسوں سے خریدی جاسکتی ہے۔آپ کے پاس پیسے نہیں ہیں تو آپ کسی گھٹیا سی پسنجر بس میں سفر کررہے ہیں آپ کو لوگ دھکے دیں گے اور لوگ برا بھلا کہیں گے۔اگر آپ کی جیب میں پیسے ہیں آپ ڈائیوو یا کسی VIP سواری کی ٹکٹ خرید لیں گے تو آپ کو سلام بھی ہوگا اور آپ کو مشروب بھی پیش کیا جائے گا۔تو آج کل کے دور میں تو عزت کا معیار مال و دولت ہے۔ ہمارا دین اس مال و دولت کو کہاں پر رکھتا ہے؟ اس کے حوالے سے ان شاء اللہ آپ کے سامنے تھوڑی سی میں وضاحت کرنے کی کوشش کروں گا۔

دولت کے حوالے سے مختلف نظریات:

دولت کے حوالے سے ایک تو اُن لوگوں کا نظریہ ہے جو اللہ تعالیٰ کو ہی نہیں مانتے، اور آخرت کو نہیں مانتے، اُن کے نزدیک اصل زندگی ہی دنیا کی زندگی ہے تو ان کے نزدیک مال و دولت ہی سب کچھ ہے۔اگر دنیا کی زندگی ہی اصل زندگی ہے اور دنیا میں اچھی زندگی بسر کرنی ہے عیش والی زندگی بسر کرنی ہے تو اس کے لئے تو زیادہ پیسے چاہئیں اس لیے ان کی زندگی کا مقصد ہی صرف یہ ہے کہ پیسے آنے چاہیے اور ان کی صبح سے شام تک کی محنت کا حاصل پیسہ ہی ہے دولت ہی ہے۔ہم زیادہ بات ان لوگوں کی کریں گے جو کہ اللہ تعالیٰ پر، آخرت پر اور رسولوں پر ایمان رکھتے ہیں اور اپنے اپنے زمانے کے مسلمان کہلاتے تھے، ان میں سے بھی مختلف لوگوں کے اللہ تعالیٰ نے نظریات قرآن مجید میں بیان کیے ہیں۔

<u>پہلا نظریہ:</u> ایک نظریہ یہ ہے کہ یہ جو میرے پاس دولت ہے یہ میری اپنی کمائی ہے، میرے پاس کوئی ہنر ہے، میرے پاس ایسی صلاحیت ہے جس کی ذریعے سے میں دولت کما لیتا ہوں۔ یہ قارون کا نظریہ ہے۔قرآن مجید میں سورۃ القصص میں بیان کیا گیا ہے کہ قارون کے پاس اتنی دولت تھی کہ اس کی دولت کے خزانوں کی چابیاں اُٹھانے کے لیے جوانوں کا جتھا تھا اور وہ بھی اس کی چابیاں اٹھانے سے قاصر تھا۔اس کے خزانے کتنے تھے؟ اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔جب لوگوں نے اس کو سمجھایا کہ یہ تو اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا مال ہے اس سے آخرت کمانے کی فکر کرو، زمین میں فساد مت مچاؤ، دنیا میں اچھی زندگی بسر کرو (وہ کنجوس آدمی تھا اپنے اوپر بھی خرچ نہیں کرتا تھا) دنیا کی ضرورت بھی پوری کرو اور آخرت بھی بناؤ۔تو اس کا جو جواب قرآن مجید میں سورۃ القصص

میں ہے کہ اُس نے کہا: ﴿اِنَّمَآ اُوۡتِیۡتُہٗ عَلٰی عِلۡمٍ عِنۡدِیۡ﴾ یہ دولت تو مجھے اپنے اُس علم کی بنیاد پر حاصل ہوئی ہے جو میرے پاس ہے۔ میرے پاس ایسی صلاحیت ہے ایسا ہنر ہے کوئی طریقہ مجھے آ گیا ہے جس کی بنیاد پر یہ دولت میں نے حاصل کی ہے۔ چونکہ یہ مجھے اپنے ہنر اور اپنے علم کی بنیاد پر حاصل ہوئی ہے لہٰذا یہ میری ہے اس لیے میں جہاں چاہوں خرچ کروں، جس طرح چاہوں اس کو استعمال کروں۔ ایک نظریہ یہ ہے جو کہ قارون کا نظریہ ہے اور قرآن مجید میں بیان ہوا ہے۔

دوسرا نظریہ: دوسرا نظریہ یہ ہے کہ یہ مال دیا تو اللہ تعالیٰ نے ہے لیکن میرے اندر کوئی خاص صلاحیت ہے، کوئی خاص بات ہے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے مجھے دیا ہے اور وہ صلاحیت کیونکہ میرے اندر ہے لہٰذا وہ اللہ تعالیٰ جس نے مجھے دنیا میں دیا ہے وہ آخرت میں بھی مجھے دے گا۔ یہ نظریہ سورۃ الکہف کے پانچویں رکوع میں بیان ہوا ہے، جس میں دو باغ والے آدمی کا واقعہ بیان ہوا ہے۔ اس قرآنی واقعہ کا رواں ترجمہ درج ذیل ہے:

وَ اضۡرِبۡ لَہُمۡ مَّثَلًا رَّجُلَیۡنِ — ان کے سامنے مثال بیان کیجئے دو آدمیوں کی

جَعَلۡنَا لِاَحَدِہِمَا جَنَّتَیۡنِ مِنۡ اَعۡنَابٍ — ان میں سے ایک کو ہم نے دو باغ دیے تھے انگوروں کے

وَّ حَفَفۡنٰہُمَا بِنَخۡلٍ — اور ان کو ڈھانپ دیا تھا چاروں طرف سے کھجوروں کے درختوں سے

وَّ جَعَلۡنَا بَیۡنَہُمَا زَرۡعًا — اور ان دونوں کے درمیان ہم نے کھیتی بھی اُگائی تھی

کِلۡتَا الۡجَنَّتَیۡنِ اٰتَتۡ اُکُلَہَا — وہ دونوں باغ اپنا پھل دیا کرتے تھے

وَ لَمۡ تَظۡلِمۡ مِّنۡہُ شَیۡئًا — اور اس میں سے کوئی کمی نہیں ہوتی تھی

وَّ فَجَّرۡنَا خِلٰلَہُمَا نَہَرًا — اور ان کے درمیان میں ہم نے نہر بھی بہا رکھی تھی

وَّ کَانَ لَہٗ ثَمَرٌ — ایک موقع تھا کہ باغ پر پھل لگا ہوا تھا

فَقَالَ لِصَاحِبِہٖ وَ ہُوَ یُحَاوِرُہٗۤ — (ان دونوں میں سے ایک باغ کا مالک تھا دوسرا اس کا دوست تھا) تو باغ کا مالک اپنے دوست سے کہنے لگا: اور وہ اس سے گپ شپ لگا رہا تھا

اَنَا اَکۡثَرُ مِنۡکَ مَالًا وَّ اَعَزُّ نَفَرًا — میں تم سے مال میں بھی زیادہ ہوں اور نفری میں بھی زیادہ ہوں

وَ دَخَلَ جَنَّتَہٗ وَ ہُوَ ظَالِمٌ لِّنَفۡسِہٖ — (یہی باتیں کرتا ہوا) وہ اپنے باغ میں داخل ہوا جبکہ وہ اپنے اوپر ظلم کر رہا تھا۔ (اس کی باتیں ٹھیک نہیں تھیں، انصاف سے ہٹی ہوئی تھی)

قَالَ مَآ اَظُنُّ اَنْ تَبِيْدَ هٰذِهٖٓ اَبَدًا کہنے لگا میرا نہیں خیال کہ یہ میرا باغ کبھی تباہ بھی ہوسکتا ہے کبھی ختم بھی ہوسکتا ہے۔

وَمَآ اَظُنُّ السَّاعَةَ قَآئِمَةً اور نہ ہی میرا یہ خیال ہے کہ وہ قیامت آنی ہے

وَّلَئِنْ رُّدِدْتُّ اِلٰى رَبِّيْ اور بالفرض اگر میں اپنے رب کی طرف لوٹایا گیا

لَاَجِدَنَّ خَيْرًا مِّنْهَا مُنْقَلَبًا وہاں پر جا کر میں اس سے بھی زیادہ اچھا پاؤں گا

(میرے اندر کوئی خاص بات ہے گویا اللہ تعالیٰ سے میری کوئی رشتے داری ہے یا اللہ تعالیٰ کو میں پسند آ گیا ہوں تبھی تو اس نے مجھے دنیا میں یہ سب کچھ دیا ہے۔ اور کتنے لوگ ہیں جو ایسے ہی مارے مارے پھرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو نہیں دیتا اللہ تعالیٰ نے مجھے دے رکھا ہے تو میرے اندر جو خاص بات ہے اللہ تعالیٰ نے مجھے دنیا میں دیا ہے اللہ تعالیٰ مجھے پھر آخرت میں بھی دے گا۔ اول تو آخرت ہے ہی نہیں، اگر ہوئی بھی تو مجھے اس سے بھی زیادہ وہاں ملے گا۔ کیونکہ دنیا کا مال ومتاع ہے آخرت کی نعمتیں تو اور زیادہ بڑی ہیں تو وہاں مجھے اس سے بھی زیادہ دیا جائے گا)

قَالَ لَهٗ صَاحِبُهٗ تو اس کا ساتھی اس کو کہنے لگا

وَهُوَ يُحَاوِرُهٗٓ اور اس سے بات چیت کر رہا تھا

اَكَفَرْتَ بِالَّذِيْ خَلَقَكَ مِنْ تُرَابٍ کیا تو انکار کرتا ہے اس ہستی کا جس نے تجھے مٹی سے پیدا کیا

ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ پھر پانی کے قطرے سے

ثُمَّ سَوّٰىكَ رَجُلًا پھر تجھے پورا مرد بنا دیا (انسان بنا دیا)

لٰكِنَّا۠ هُوَ اللّٰهُ رَبِّيْ لیکن، وہ اللہ تعالیٰ ہی ہے جو میرا رب ہے

وَلَآ اُشْرِكُ بِرَبِّيْٓ اَحَدًا اور میں اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا

تو دوسرا نظریہ جو کہ بظاہر اللہ تعالیٰ کو ماننے والوں کا ہے وہ یہ ہے کہ دیتا تو اللہ تعالیٰ ہی ہے یہ مال و دولت اللہ تعالیٰ نے ہی دی ہے لیکن میرے اندر کوئی خاص بات ہے جو اللہ تعالیٰ نے مجھے دی ہے کوئی خاص چیز ہے جو اللہ تعالیٰ کو پسند آ گئی ہے، وہ اللہ تعالیٰ جس نے دنیا میں دیا ہے وہ آخرت میں بھی دے گا، میرے اندر وہ صلاحیت موجود رہے گی تو آخرت میں بھی اگر لوٹایا گیا تو وہاں پر بھی مجھے ڈھیر سارا مال ملے گا۔

تیسرا نظریہ: تیسرا ایک اور نظریہ مال و دولت کی حوالے سے قرآن مجید میں بیان ہوا کہ امیر آدمی یہ سمجھے کہ ہاں دیا تو اللہ تعالیٰ نے ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کی علامت ہے، اللہ تعالیٰ مجھ سے راضی ہے تبھی اس نے مجھے دیا اور ساتھ ہی غریب آدمی کا نظریہ بھی کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے غریب کر رکھا ہے اور اس کی وجہ شاید یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے ناراض ہے تبھی اللہ تعالیٰ نے مجھ سے مال چھین لیا ہے، تب ہی اللہ تعالیٰ نے مجھے غریب بنایا ہے۔ قرآن مجید نے اس کی بھی نفی کی ہے۔ سورۃ الفجر میں ہے:

فَاَمَّا الۡاِنۡسَانُ اِذَا مَا ابۡتَلٰىهُ رَبُّهٗ   انسان کا معاملہ تو یہ ہے کہ جب اس کا رب اس کو آزماتا ہے

فَاَكۡرَمَهٗ وَنَعَّمَهٗ   اور اس کو عزت دیتا ہے اور نعمتیں دیتا ہے

فَيَقُوۡلُ رَبِّیۡۤ اَكۡرَمَنِ ؁   تو انسان کہتا ہے کہ میرے رب نے مجھے بڑی عزت دے رکھی ہے

وَاَمَّاۤ اِذَا مَا ابۡتَلٰىهُ   اور جب اس کا رب اس کو آزماتا ہے

فَقَدَرَ عَلَيۡهِ رِزۡقَهٗ   اور اس کا رزق اس پر تنگ کر دیتا ہے (روزی اس کے لئے سخت ہو جاتی ہے، مشکل ہو جاتی ہے)

فَيَقُوۡلُ رَبِّیۡۤ اَهَانَنِ ؁   تو وہ کہتا ہے کہ میرے رب نے مجھے ذلیل کر دیا ہے

كَلَّا   ایسی بات ہرگز نہیں ہے

بظاہر یہ آدمی رب سے زیادہ قریب معلوم ہوتا ہے کہ وہ یہ نہیں کہتا کہ میرے علم کی بنیاد پر یہ دولت مجھے حاصل ہوئی ہے یا یہ نہیں کہتا کہ میرے اندر کوئی خاص بات ہے جو میرے رب نے مجھے دیا ہے۔ اس کی نسبت تو وہ اللہ تعالیٰ کی طرف ہی کر رہا ہے کہ میرے رب نے مجھے بڑی عزت دے رکھی ہے، بڑا مال دے رکھا ہے۔ اور دوسرا آدمی بھی اس کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کر رہا ہے کہ میرے رب نے ہی مجھے نہیں دیا، میرے رب نے مجھے ذلیل کر رکھا ہے فرمایا کہ

كَلَّا   ہرگز یہ بات نہیں ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ دونوں حالتوں میں رب آزما رہا ہے۔ رب کا کسی کو بہت زیادہ مال دے دینا یہ نہ عزت کی علامت ہے نہ اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کی علامت ہے کہ اللہ تعالیٰ اس انسان سے بڑا راضی ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس کو زیادہ دے رکھا تو اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں اس کی بڑی عزت ہے

کَلَّا ہرگز نہیں۔ اور دوسرا انسان بھی بالکل غلط ہے کہ جس کے رب نے اس کو نہ دے کر آزمایا ہے۔ اس کی روزی تنگ رکھی ہے اور وہ سمجھ رہا کہ میرا رب مجھ سے ناراض ہے یا میرے رب نے مجھے ذلیل کر رکھا ہے۔ کَلَّا ہرگز یہ بات نہیں ہے۔ نہ مال اور دولت کا ہونا اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں عزت والی بات ہے، نہ مال اور دولت کا چھین لیا جانا اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں ذلیل کر دینے والی بات ہے۔ بلکہ فرمایا یہ دونوں صورتیں آزمائش کی صورتیں ہیں۔ دونوں صورتوں میں اللہ تعالیٰ آزمار ہا ہے۔

مال و دولت کے حوالے سے قرآن کی ہدایت:

قرآن کا نظریہ کیا ہے؟ سورۃ التغابن میں ہم پڑھتے ہیں

إِنَّمَآ أَمۡوَٰلُكُمۡ وَأَوۡلَٰدُكُمۡ فِتۡنَةٞۚ تمہارے مال اور تمہاری اولاد تو صرف آزمائش ہے

وَٱللَّهُ عِندَهُۥٓ أَجۡرٌ عَظِيمٞ O اور بہترین اجر تو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے

یہ مال اللہ تعالیٰ کی رضامندی کی علامت نہیں ہے یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے امتحان ہے۔ خود بخود یہ بات اس کے اندر شامل ہے کہ جتنی زیادہ یہ نعمت ہے اتنا بڑا ہی یہ امتحان ہے۔

زیادہ دولت زیادہ بڑی آزمائش: بظاہر دنیا میں یہ زندگی گزارتے ہوئے انسان کا دل کرتا ہے کہ خوب مال ہونا چاہیے کہ یہاں مال کے ساتھ زندگی بڑی آسائش کے ساتھ گزرتی ہے۔ لیکن جس طرح کسی آدمی کے پیپر میں دو سوال آ گئے ہیں کسی آدمی کے پیپر میں پچاس سوال آ گئے ہیں تو جس آدمی کے پیپر میں پچاس سوال آئے ہیں وہ مشکل میں ہے اسی طرح جس آدمی کو اس دنیا میں زیادہ مال دیا گیا ہے وہ زیادہ مشکل میں ہے وہ زیادہ بڑی آزمائش میں ہے اور جس آدمی کو کم مال دیا گیا ہے وہ کم آزمائش میں ہے وہ آسان امتحان میں ہے اس کا کامیاب ہو جانا آسان ہے۔

آنحضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ الْمُكْثِرِينَ هُمُ الْمُقِلُّونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَّا مَنْ أَعْطَاهُ اللّٰهُ خَيْرًا فَنَفَحَ فِيهِ يَمِينَهُ وَشِمَالَهُ، وَبَيْنَ يَدَيْهِ وَوَرَائَهُ، وَعَمِلَ فِيهِ خَيْرًا (متفق علیہ، عن ابی ذرؓ)

جو لوگ (دنیا میں) زیادہ سرمائے والے ہیں وہ قیامت کے دن کم سرمائے والے ہوں گے سوائے اُن کے جنہیں اللہ تعالیٰ نے مال دیا ہو اور انہوں نے اسے دائیں اور بائیں، آگے اور پیچھے خرچ کیا ہو اور اسے بھلے کاموں میں لگایا ہو۔

انسان کا اس دنیا میں اتنا ہی حصہ ہے کہ جائز حد تک جائز خواہشات کو جائز طریقے سے پورا کر لیا جائے اس کے علاوہ جو بھی انسان کو مال دیا گیا ہے وہ انسان کا حق ہے ہی نہیں۔ وہ انسان کے دائیں بائیں اور لوگوں کا حق ہے اور لوگوں کی روزی ہے جو انسان کے مال میں آ گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے زیادہ دے دی ہے اور اللہ تعالیٰ نے آزمائش میں ڈالا ہے کہ اس میں انسان اپنا جائز حصہ وصول کرنے کے بعد باقی سارا مال حق دار تک پہنچائے۔ سورۂ بنی اسرائیل میں ہے:

وَ آتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَ الْمِسْكِيْنَ وَ ابْنَ السَّبِيْلِ

رشتہ داروں کو ان کا حق ادا کرو اور مسکین کو اور مسافر کو۔

اور سورۂ معارج میں فرمایا:

وَالَّذِيْنَ فِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ

اور وہ لوگ جن کے مالوں میں متعین حق ہے سوال کرنے والے اور غریب کا

گویا یہ محض صدقہ و خیرات نہیں ہے اگرچہ ہم اس کو صدقہ اور خیرات بھی اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں دینا بھی کہتے ہے لیکن اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ یہ ان کا حق ہے، جو کسی امیر آدمی کے مال میں آ گیا ہے۔ ایک آدمی غریب ہے جس کا حق کسی امیر آدمی کے مال میں ہے، اگر وہ صبر کر رہا ہے برداشت کر رہا ہے اپنے اوپر جھیل رہا ہے اس کو اس کا اجر ملے گا لیکن جو مالدار آدمی ہے اس کے دائیں بائیں پڑوس یا رشتہ داروں میں سے کتنے لوگوں کا حق اس کے پیسوں میں آ گیا ہے اور ہے بھی یہ بڑا مشکل کام کہ بظاہر تو یہی لگے کہ میں کما رہا ہوں میں محنت کر رہا ہوں صبح سے شام تک یا آٹھ گھنٹے دس گھنٹے بارہ گھنٹے دکان کھولتا ہوں یا نوکری کرتا ہوں پھر پیسے آ رہے ہیں، رشتہ داروں کو کیوں دوں؟ لیکن قرآن کہتا ہے کہ نہیں، یہ تو تمہاری محنت کا بدلہ ہے ہی نہیں، یہ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہیں عطا کیا گیا ہے۔ یہ ملازمت یا نوکری کا یا دکان کا تو ایک بہانہ ہے دراصل دے تو اللہ تعالیٰ رہا ہے۔ اور تمہاری محنت کے بدلے میں اگر زیادہ دے رہا ہے تو تمہارا نہیں ہے بلکہ یہ تو انسانوں کا حق ہے اور دین کا حق ہے جو تمہارے مال میں آ گیا ہے۔ تو یہ مال کی آزمائش زیادہ سخت ہے۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اور حدیث میں فرمایا:

اثْنَتَانِ يَكْرَهُهُمَا ابْنُ آدَمَ: يَكْرَهُ الْمَوْتَ، وَالْمَوْتُ خَيْرٌ لِلْمُؤْمِنِ مِنَ

الْفِتْنَةِ، وَيَكْرَهُ قِلَّةَ الْمَالِ وَقِلَّةُ الْمَالِ أَقَلُّ لِلْحِسَابِ

''انسان دو چیزوں کو ناپسند کرتا ہے: وہ موت کو ناپسند کرتا ہے حالانکہ موت بندۂ مومن کے فتنہ وآزمائش سے بہتر ہے اور وہ کم مال کو ناپسند کرتا ہے حالانکہ مال کا کم ہونا حساب کی کمی والا ہے''۔(مشكاة، عن محمود بن لبيد)

جن دو چیزوں کو بندۂ مومن ناپسند کرتا ہے وہ دونوں اس کے فائدہ کی ہیں۔ بندہ مومن غربت اور کم مال کو ناپسند کرتا ہے حالانکہ کم مال انسان کے حساب کتاب کو آسان کرنے والا ہے۔ بندہ مومن دوسری چیز موت کو ناپسند کرتا ہے حالانکہ ایمان کی حالت کی موت سے دنیاوی آزمائش ختم ہوجاتی ہے اور اُخروی انعامات مل جاتے ہیں۔آدمی کی خواہش ہوتی ہے کہ مال زیادہ ہو حالانکہ مال کا کم ہونا حساب کتاب کو آسان کرنے والا ہے۔

مزید براں قرآن مجید میں یہ نہیں کہا گیا کہ آدمی کے پاس مال کم ہوگا تو انسان اللہ تعالیٰ کا زیادہ ناشکرا ہوگا اور نافرمان ہوجائے گا ہاں یہ بات ضرور آئی ہے کہ اگر ہم دنیا میں مال ودولت عام کر دیتے تو سارے انسان ہی کافر ہوتے۔ایک بھی اللہ تعالیٰ کا ماننے والا نہ ہوتا۔سورۂ زخرف میں فرمایا

وَلَوْلَا أَنْ يَكُونَ النَّاسُ أُمَّةً وَاحِدَةً اگر یہ خطرہ نہ ہوتا کہ سارے لوگ ہی ایک طرف ہوجائیں

لَجَعَلْنَا لِمَنْ يَكْفُرُ بِالرَّحْمَنِ لِبُيُوتِهِمْ سُقُفًا مِنْ فِضَّةٍ وَمَعَارِجَ عَلَيْهَا يَظْهَرُونَ تو ہم رحمٰن کا کفر کرنے والوں کے گھروں کی چھتیں چاندی کی بنا دیتے اور جن سیڑیوں پر وہ چڑھتے ہیں وہ بھی چاندی کی بنادیتے

وَلِبُيُوتِهِمْ أَبْوَابًا وَسُرُرًا عَلَيْهَا يَتَّكِئُونَ ان کے گھروں کے دروازے اور ان کی چارپائیاں جن پہ وہ تکیہ لگا کر بیٹھتے ہیں وہ بھی چاندی کی بنادیتے

وَزُخْرُفًا اورسونے کی بنادیتے

اگر دنیا کے سارے لوگ ہی امیر ہوتے تو رب کو ماننے والا کوئی نہ ہوتا۔رب کی یاد تب ہی آتی ہے جب انسان کسی تکلیف میں ہو مثلاً انسان کے پاس پیسے نہ ہوں۔یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب بھی اس دنیا میں پیغمبر بھیجے اور قوم نے ان کا انکار کیا تو ساتھ ہی قوم کے

حالات خراب کیے ان پر سختی آئی ان پر تکلیف آئی کیونکہ اکثر سختی اور تکلیف میں انسان اپنے رب کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور اس کو یاد کرتا ہے۔ اچھے حالات میں عموماً انسان رب کی یاد سے غافل ہو جاتا ہے۔ یہ اصول قرآن میں دو مقام پر بیان ہوا ہے سورۂ اعراف آیت 94-95 میں بھی ہے اور سورۃ الانعام آیت 42 میں فرمایا:

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا إِلَىٰ أُمَمٍ مِنْ قَبْلِكَ اور اے نبی! ہم نے آپ سے پہلے بہت سی اُمتوں کی طرف رسول بھیجے

فَأَخَذْنَاهُمْ بِالْبَأْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ پھر رسولوں کے بھیجنے کے ساتھ ہی ہم نے ان کو تکلیف میں اور تنگی میں پکڑ لیا

لَعَلَّهُمْ يَتَضَرَّعُونَ O شاید کہ وہ گڑ گڑائیں

اوپر بات آئی کہ اگر ہم سب کو ہی مال و دولت زیادہ دے دیتے تو سارے ہی کافر ہو جاتے۔ ایمان لانے اور اللہ تعالیٰ سے رجوع کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم سختی نازل کرتے تھے پیغمبر کے ساتھ تکلیف نازل کرتے تھے تاکہ لوگوں کی توجہ اللہ تعالیٰ کی طرف ہو جائے۔ اور یہ ہر انسان کا تجربہ ہے کہ اگر انسان کے حالات بڑے اچھے چل رہے ہوں نارمل ہوں کوئی بیماری نہ ہو، پیسے بھی ہوں ہر چیز ٹھیک چل رہی ہو تو رب کی یاد نہیں آتی۔ انہی اچھے اور نارمل حالات میں کوئی تکلیف آ جائے، کوئی بیماری آ جائے، کوئی پریشانی آ جائے، نوکری چھوٹ جانے کا خطرہ پیدا ہو جائے فوراً رب یاد آ جاتا ہے۔ لہٰذا مال و دولت کا زیادہ ہونا تو اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل کرنے والی بات ہے، اور یہ وہ حرص ہے جو کبھی ختم نہیں ہوتی۔

أَلْهَاكُمُ التَّكَاثُرُO حَتَّىٰ زُرْتُمُ الْمَقَابِرَO

غفلت میں ڈالا ہوا ہے تمہیں بہتات کی حرص نے یہاں تک کہ تم قبریں جا دیکھتے ہو۔

اگر یہ حرص انسان کو لگ جائے تو ختم نہیں ہوتی۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

لَوْ أَنَّ لِابْنِ آدَمَ وَادِيًا مِنْ ذَهَبٍ أَحَبَّ أَنْ يَكُونَ لَهُ وَادِيَانِ،

اگر انسان کے پاس سونے کی بھری ہوئی ایک وادی ہو پھر بھی وہ چاہتا ہے کہ دو ہونی چاہئیں۔

یہ تو چکر ہی ایسا ہے جو کبھی ختم نہ ہونے والا ہے۔

کم مال و دولت ــــ کم آزمائش

یہ مال اور دولت انسان کو اللہ تعالیٰ نے آزمائش کے لیے دیا ہے اور یہ دونوں طرف سے ہی آزمائش ہے زیادہ ملا ہوا ہے تب بھی آزمائش ہے کم ملا ہوا ہے تب بھی آزمائش ہے اور کوئی بھی آزمائش آسان نہیں ہوتی۔ نسبتاً غربت والی آزمائش ہلکی سی کم ہے، امارت والی آزمائش ہلکی سی بڑی آزمائش ہے لیکن ہیں دونوں ہی آزمائش۔ یہ نہیں کہ غربت والی آزمائش تو بڑی معمولی سی ہے اور امیر سخت پریشانی میں ہیں سخت آزمائش میں ہیں۔ غربت کے ساتھ بھی اللہ تعالیٰ کو یاد رکھنا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ حدیث میں جو اس کا ذکر آیا ہے **كَادَ الْفَقْرُ اَنْ يَّكُوْنَ كُفْرًا** یعنی قریب ہے کہ فقر (غربت) انسان کو کفر کی طرف لے جائے۔ خاص طور پر آج کل کا جو دور ہے جس کے بارے علامہ اقبال نے کہا ہے

عصر حاضر ملک الموت ہے تیرا جس نے
قبض کی روح تیری دے کر تجھے فکر معاش

کوئی غریب آدمی ہے جس کے پاس پیسے ہی نہیں ہیں وہ صبح سے شام تک کما رہا ہے تب بھی پیسے پورے نہیں پڑ رہے، اس کو نماز کا کہو تو کاٹ کھانے کو دوڑتا ہے کہ میں کس وجہ سے نماز پڑھوں؟ مجھے اللہ تعالیٰ نے دیا ہی کیا ہے؟ جس آدمی کے پاس بچے کے علاج کے پیسے نہیں ہیں، رات کو کھانے کے پیسے پورے نہیں ہوتے اس کو یہ کہنا کہ رب کا شکر ادا کرو بڑا ہی مشکل کام ہے۔ تو آزمائشیں تو دونوں ہی سخت ہیں لیکن ان میں سے دولت کی آزمائش زیادہ سخت ہے دوسری غربت کی آزمائش ہے، ہے تو آزمائش ہی وہ تھوڑی سی آسان ہے۔ آنحضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

فُقَرَاءُ الْمُهَاجِرِينَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ قَبْلَ أَغْنِيَائِهِمْ بِخَمْسِ مِائَةِ سَنَةٍ

کہ غریب مہاجرین جن کو کم مال دیا گیا وہ اپنے مالدار ساتھیوں سے پانچ سو سال پہلے جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مثال اسی لیے فرمائی کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا، غربت میں بھی ناشکری نہیں کی، اللہ تعالیٰ کی بندگی میں لگے رہے، فرمایا کہ وہ امیر صحابہ کرام سے، امیر صحابہ کرام نے دولت میں تو کوئی غلط کام نہیں کیا ہوگا بلکہ دولت کا حق ادا کرنے کی کوشش کی ہوگی لیکن فرمایا پھر بھی غریب صحابہ کرام پانچ سو سال پہلے جنت میں داخل کر دیے جائیں گے۔

بڑی آزمائش ــــ بڑی کامیابی

جو آزمائش جتنی بڑی ہے اگر انسان اس میں کامیاب ہو جائے درجہ بھی اتنا ہی بڑا ہے۔ دولت کی آزمائش سخت آزمائش ہے بڑی آزمائش ہے لیکن کوئی ایسا خوش قسمت انسان ایسا مردِ مومن جو اس آزمائش میں کامیاب ہو جائے، ہوسکتا ہے اس کو قیامت والے دن پانچ سو سال کی دیر ہو جائے لیکن درجہ غرباء سے کہیں اوپر ملے گا۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال خرچ کرنا اس کا بہت بڑا درجہ ہے۔ ایک کے بدلے میں سات سو یا اس سے بھی زیادہ کا اجر ملتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ

إِنَّ اللّٰهَ يَقْبَلُ الصَّدَقَةَ وَيَأْخُذُهَا بِيَمِينِهِ فَيُرَبِّيهَا لِأَحَدِكُمْ كَمَا يُرَبِّي أَحَدُكُمْ مُهْرَهُ، حَتّٰى إِنَّ اللُّقْمَةَ لَتَصِيرُ مِثْلَ أُحُدٍ، (ترمذی،عن ابی ہریرہؓ)

تم اللہ تعالیٰ کی راہ میں جو صدقہ دیتے ہو اللہ تعالیٰ اس کو قبول کرتا ہے اور اس کو اپنے ہاتھ پر رکھتا ہے اس کو بڑھانا شروع کرتا ہے اور بڑھاتے بڑھاتے چھوٹی سی چیز کو اُحد پہاڑ جتنا کر دیتا ہے۔ یہ فضیلت اس کے لیے ہے جس نے مال خرچ کیا ہوگا اور جس کے پاس خرچ کرنے کے لیے نہیں ہے وہ ایسے درجات نہیں پا سکے گا۔ روایت میں کہ

أَنَّ فُقَرَاءَ الْمُهَاجِرِينَ أَتَوْا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالُوا: ذَهَبَ أَهْلُ الدُّثُورِ بِالدَّرَجَاتِ الْعُلٰى وَالنَّعِيمِ الْمُقِيمِ، فَقَالَ: وَمَا ذَاكَ؟ قَالُوا: يُصَلُّونَ كَمَا نُصَلِّي، وَيَصُومُونَ كَمَا نَصُومُ، وَيَتَصَدَّقُونَ وَلَا نَتَصَدَّقُ، وَيُعْتِقُونَ وَلَا نُعْتِقُ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: أَفَلَا أُعَلِّمُكُمْ شَيْئًا تُدْرِكُونَ بِهِ مَنْ سَبَقَكُمْ وَتَسْبِقُونَ بِهِ مَنْ بَعْدَكُمْ؟ وَلَا يَكُونُ أَحَدٌ أَفْضَلَ مِنْكُمْ إِلَّا مَنْ صَنَعَ مِثْلَ مَا صَنَعْتُمْ قَالُوا: بَلٰى، يَا رَسُولُ اللّٰهِ قَالَ: تُسَبِّحُونَ، وَتُكَبِّرُونَ، وَتَحْمَدُونَ، دُبُرَ كُلِّ صَلَاةٍ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ مَرَّةً قَالَ أَبُو صَالِحٍ: فَرَجَعَ فُقَرَاءُ الْمُهَاجِرِينَ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالُوا: سَمِعَ إِخْوَانُنَا أَهْلُ الْأَمْوَالِ بِمَا فَعَلْنَا، فَفَعَلُوا مِثْلَهُ، فَقَالَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ ذَالِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ (مسلم،عن ابی ہریرہؓ)

صحابہ کرام میں سے کچھ غریب صحابہ کرام آنحضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور شکایت لگائی

کہ یہ دولت مند لوگ تو ہم سے آگے نکل گئے۔ وہ نمازیں پڑھتے ہیں جس طرح ہم نماز پڑھتے ہیں، وہ روزے رکھتے ہیں جس طرح ہم روزے رکھتے ہیں لیکن ان کے پاس مال ہے جو مال خرچ کرتے ہیں وہ تو آخرت میں اپنا درجہ بڑھا رہے ہیں یہ تو آگے نکل گئے ہیں۔ ہم کیا کریں؟ تو آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ اچھا تم یوں کرو کہ جب تم نماز پڑھ لو اس کے بعد 33 مرتبہ سبحان اللہ کہہ لیا کرو 33 مرتبہ الحمدللہ کہا کرو 33 مرتبہ اللہ اکبر کہا کرو۔ انھوں نے عمل کرنا شروع کر دیا۔ چند دنوں بعد پھر شکایت لے کر آ گئے کہ اے اللہ کے نبی! آپ نے جو اذکار ہمیں بتائے تھے وہ تو امیر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی سن لیے ہیں اب وہ ساتھ ساتھ اذکار بھی کر رہے ہیں اور مال بھی خرچ کر رہے ہیں اب ہمارا کیا بنے گا۔ پھر حضور ﷺ نے فرمایا: یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے عطا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے غریب صحابہ کرام کو مال نہ دے کر آزمایا ہے اور امیر صحابہ کرم کو مال دے کر آزمایا ہے۔ وہ بڑی آزمائش میں ہیں اگر بڑی آزمائش میں کامیاب ہو رہے ہیں تو زیادہ بڑا درجہ پائیں گے، زیادہ اونچا اٹھیں گے۔

مال سے متعلق ہمارے دین کی ہدایات

مال کے حوالے سے ہمارے دین کے دو الگ الگ احکام ہیں۔ امراء کے لیے احکام ہیں کہ ایک حد سے زیادہ مال تمہارا نہیں ہے وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں غریبوں تک خود پہنچا کر آؤ۔ اور اتنے خفیہ انداز سے دو اور اگلے کی عزت کا خیال رکھو کہ دائیں ہاتھ سے خرچ کرو تو بائیں ہاتھ کو بھی پتا نہ لگے۔ لیکن غرباء کو یہ نہیں کہا کہ تمہارے مال کا حصہ امراء کے مال میں آ گیا ہے جا کے چھین لو۔ غرباء کو حکم ہے کہ صبر کرو، برداشت کرو، مانگنا نہیں ہے۔ جو آدمی بلا وجہ مانگتا ہے قیامت والے دن اس کے چہرے پر گوشت نہیں ہوگا۔ دونوں کو اپنی اپنی جگہ پر رکھا گیا ہے۔ امراء کو یہ سمجھایا گیا ہے کہ سارا مال تمہارا نہیں ہے اللہ تعالیٰ کی راہ میں دو محتاجوں کو دو، رشتہ داروں کو دو۔ اور غرباء کو یہ سمجھایا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے اگر نہیں دیا تو کوئی بات نہیں صبر کرو، برداشت کرو، ناشکری نہ کرو۔ آسانی سے حساب کتاب ہو جائے گا آسانی سے پل صراط سے گزر جاؤ گے۔ دنیا کی دولت کے حوالے سے یہ دو الگ الگ احکامات ہیں تو اس کی حقیقت اگر ہمیں معلوم ہو جائے تو انسان کی زندگی میں بڑا اطمینان آ جائے۔ اگر زیادہ ہے تب بھی آزمائش ہے کم ہے تب بھی آزمائش ہے۔

اگر انسان کے پاس زیادہ مال ہے تو اس میں ایک حد سے زیادہ مال ہے اس کا ہے ہی نہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بڑی اچھی بات کہی ہے کہ جو انسان اپنی ضرورت سے زیادہ کما رہا ہے وہ دوسروں کے لیے کما رہا ہے۔ جتنی مرضی محنت کر لے اس کا اپنا تو ہے ہی نہیں۔ مثال کے طور پر ایک آدمی کا جائز خرچہ مہینے کا لاکھ روپیہ ہے اور وہ دس لاکھ کما رہا ہے تو لاکھ روپے اپنے پاس رکھے باقی نو لاکھ وہ کسی اور کے لیے کما رہا ہے۔ گھر لائے گا تو اس کے پاس پہنچانا پڑے گا، اس کے گھر دے کے آنا پڑے گا ورنہ قیامت والے دن پکڑا جائے گا۔ اب آگے انسان کی مرضی ہے جتنی مرضی محنت کر لے دس لاکھ کما لے بیس لاکھ کما لے جائز حد سے زیادہ اس کا اپنا ہے ہی نہیں۔ انسان کی باقی ساری محنت دوسروں کے لیے ہے۔ ایک انسان کما کے لا رہا ہے اور دوسروں کو کھلا رہا ہے۔ ہمارے دین کا مطالبہ یہ نہیں ہے کہ انسان زیادہ کمائے اور زیادہ خرچ کرے، بس پورا پورا کمائے۔ جتنی انسان کی ضروریات ہیں ان کو پورا کرنے کے لیے وہ مناسب حد تک کوشش کر سکتا ہے، زیادہ وقت دین کے لیے ہی لگانا چاہیے۔ حضرت عثمان غنی اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف وغیرہ جو مالدار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ہیں، ان کا مال ہر وقت اللہ تعالیٰ کی راہ کے لیے حاضر رہتا اور ایسا بھی نہیں تھا کہ وہ ہر وقت مال کمانے کے پیچھے پڑے رہتے تھے۔ کچھ لوگوں کی روزی ویسے ہی اللہ تعالیٰ نے دراز کر رکھی ہوتی ہے وہ محنت تھوڑی کرتے ہیں لیکن مل بہت رہا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے زیادہ روزی دی اس میں سے بھی ان کا حصہ اتنا ہی ہے جتنا جائز طریقے سے ہو سکتا ہے باقی سارا مال لوگوں کا حصہ ہے جو کہ انسان کے مال میں آ گیا ہے۔

مال کے لیے جو ہمارے دین میں ہدایات ہیں: ﴿جَاهِدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ﴾ ”تم اپنے مالوں اور جانوں کے ساتھ اللہ کی راہ میں جہاد کرو“۔

جان تو ہر ایک کے پاس ہے لیکن مال کسی کے پاس کم ہے کسی کے پاس زیادہ۔ جہاد میں دونوں چیزیں شامل ہیں اللہ تعالیٰ کی راہ میں لگنا چاہیے۔ صلاحیتیں ہیں صلاحیتیں لگنی چاہئیں، وقت ہے وقت لگنا چاہیے اور اللہ تعالیٰ نے مال دیا ہے تو مال لگنا چاہیے۔ ایک اور بات جو کہ تھوڑی سی باریک ہے وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کو کچھ نہ کچھ تو دے رکھا ہے، کوئی انسان ایسا نہیں ہے کہ وہ صفر پر ہو۔ اللہ تعالیٰ یہ دیکھ رہا ہوتا ہے کہ میں انسان کو جتنا دیا ہے اس میں سے وہ کتنا دے رہا ہے۔ کبھی

کسی امیر کا ایک لاکھ روپیہ، کسی غریب کے ایک روپے سے بھی نیچے رہ جاتا ہے۔ کسی غریب کا ایک روپیہ آگے نکل جاتا ہے۔ تو یہ نہیں سوچنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے چونکہ کم دیا ہے اور میرا تو حق ہے دوسروں کے مال میں تو میں کیوں خرچ کروں۔ اگر کوئی انسان غریب ہے اور غربت کے باوجود مزید صبر کر کے اس میں سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں دے دیتا ہے تو اس کا درجہ وہ امیر جو اپنا حق اپنے پاس رکھ کر زائد اللہ تعالیٰ کی راہ میں بانٹ رہا ہے اس سے کہیں زیادہ ہو جاتا ہے۔ غزوہ تبوک کے موقع پر ایک صحابی حضرت ابو عقیل رضی اللہ عنہ نے ساری رات محنت مزدوری کی جس کے بدلے انھیں کچھ کھجوریں حاصل ہوئی جنھیں وہ حضور کے پاس لے آئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ کھجوریں سارے ڈھیر کے اوپر پھیلا دیں کہ اس کا اجر سب سے زیادہ ہے، یہ سب پر بھاری ہیں۔ وہ محنت کر کے کما کر لائے اور دین کی خدمت کے لیے خرچ کر دیں۔ یہ بھی نہیں سوچنا چاہیے کہ میں تو لینے والوں میں سے ہوں میرے تو اپنے ہی خرچے پورے نہیں ہوتے مجھے اللہ تعالیٰ کی راہ میں بالکل خرچ نہیں کرنا چاہیے بلکہ میرا حق تو دوسروں کے مال میں آیا ہوا ہے لوگ مجھے دیں۔ نہیں، بلکہ جتنا اللہ تعالیٰ نے دے رکھا ہے اگر انسان محنت کر کے، صبر کر کے اور برداشت کر کے اس میں سے تھوڑا سا بھی نکالے گا تو وہ اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں بہت بڑے اجر کا مستحق بن جائے گا۔

مال و دولت اللہ تعالیٰ کے قرب کا ذریعہ۔ کیسے؟

سورۂ سبا میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَمَآ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ بِالَّتِيْ تُقَرِّبُكُمْ عِنْدَنَا زُلْفٰٓى

نہ تمہارے یہ مال ہیں نہ ہی تمہاری یہ اولاد ہیں کہ جن کے ذریعے سے تم ہمارے قریب ہو سکتے ہو

اِلَّا مَنْ اٰمَنَ وَ عَمِلَ صَالِحًا

سوائے اس کے کہ جو ایمان لایا اور اس نے نیک اعمال کیے

جس نے ان چیزوں کو اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق خرچ کیا اس کا مال قربِ الٰہی کا باعث بنے گا۔ میں نے یہ بتایا کہ مال کی آزمائش سخت ہے ہاں اگر انسان اس سخت امتحان میں کامیاب ہو جائے تو درجہ بھی بہت اونچا ہے، درجہ بھی بہت بلند ہے۔

فَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ جَزَآءُ الضِّعْفِ بِمَا عَمِلُوْا — ایسے لوگوں کے لیے دگنا بدلہ ہے ان کے اعمال کا

وَهُمْ فِي الْغُرُفٰتِ اٰمِنُوْنَ O اور وہ جنت کے بالا خانوں میں بڑے امن کے ساتھ زندگی بسر کریں گے۔

صحیح مسلم میں ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

يَقُولُ الْعَبْدُ: مَالِي، مَالِي، بندہ یہ کہتا ہے کہ میرا مال، میرا مال

اِنَّمَا لَهٗ مِنْ مَالِهٖ ثَلَاثٌ: حالانکہ اس کے مال میں سے اس کا حصہ یہ تین چیزیں ہیں:

مَا أَكَلَ فَأَفْنٰى جو اس نے کھالیا فنا کردیا ہضم کرلیا

أَوْ لَبِسَ فَأَبْلٰى جو اس نے پہن لیا بوسیدہ کرلیا پرانا کردیا

أَوْ أَعْطٰى فَاقْتَنٰى یا اس نے اللہ کی راہ میں خرچ کر کے آخرت کا ذخیرہ کرلیا

وَمَا سِوٰى ذٰلِكَ فَهُوَ ذَاهِبٌ وَتَارِكُهٗ لِلنَّاسِ اور اس کے سوا جو بھی ہے، وہ آدمی خود تو دنیا سے چلا جائے گا اور وہ لوگوں کے لیے چھوڑ دے گا۔

مال کی حقیقت یہی ہے۔ انسان کے پاس جتنا مال جمع ہو جائے انسان کا اس میں سے اصل حصہ وہی ہے جو اس نے یا تو دنیا میں کھالیا یا اس نے دنیا میں اس سے لباس پہن لیا اور یہ دو چیزیں وہ ہیں جو انسان ایک حد سے زیادہ کر ہی نہیں سکتا۔ انسان ایک حد سے زیادہ کھا نہیں سکتا ایک وقت میں دو تین چار روٹیاں ہی کھائے گا انسان بیس روٹیاں نہیں کھا سکتا یا انسان ایک وقت میں دو لباس نہیں پہن سکتا۔ لباس ایک ہی پہنے گا تھوڑا سا مہنگا پہن لے گا۔ اس کے علاوہ تیسرا انسان کے مال میں سے حصہ وہ ہے جو اس نے آخرت میں بھیج دیا ہے۔ باقی سارا مال انسان نے جمع کر کے رکھا ہوا ہے چھوڑ کر جانا ہے وہ وارثوں کا مال ہے جس کی حفاظت انسان کر رہا ہے سنبھال کے رکھ رہا ہے۔ انسان کی موت کے وقت دیکھا جائے کہ اس نے ساری زندگی کی کمائی میں سے کتنا حصہ کھایا ہے اتنا ہی جتنا کھا لیا تھا اتنا ہی جتنا پہن لیا تھا باقی تو چھوڑ کر جا رہا ہے یا وہ تھا جو آخرت کے لیے ذخیرہ کرلیا تھا۔ اصل مال آخرت کے ذخیرے والا ہے۔ جب ایمان مضبوط ہو جائے تو انسان پہلے کے دو حصے بھی چھوڑ دیتا ہے مزید کم پر آجاتا ہے دنیا میں فاقہ برداشت کر لیتا ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت دیکھ لیجئے اگر آپ چاہتے تو گھر میں روزانہ بھی کھانا پک سکتا تھا کوئی مسئلہ نہیں تھا لیکن گھر میں فاقہ ہوتا تھا۔ کبھی مدینہ میں مسلمانوں کے حالات بہت تنگی والے تھے پھر

غزوہ خیبر کے بعد حالات اچھے بھی ہوگئے حضورﷺ کے پاس بھی خوب پیسہ آیا تھا اور آپ کے گھر والوں نے بھی تقاضہ کیا کہ ہمارا کچھ خرچہ بڑھایا جائے لیکن حضورﷺ نے اس بات کو پسند نہیں کیا۔ ایک موقع پر بکری ذبح کی گئی تھی جس میں سے ایک دستی رکھ کر باقی تقسیم کر دی گئی تھی اس میں بھی یہی بتایا کہ جو دے دی ہے اصل میں وہ بچ گیا ہے یہ دستی تو ہم کھا لیں گے یہ ہضم ہو جائے گی یہ تو یہیں رہ جائے گی۔ جتنا ایمان مضبوط ہوتا ہے اس میں تیسرے حصے کی طرف زیادہ توجہ ہوتی ہے کہ کھانے پینے میں بھی کم کر کے تیسرے حصے میں زیادہ محفوظ کر لیا جائے۔ کپڑے بھی کچھ سادہ ہی پہن لیے جائیں اور زیادہ آخرت کے لیے محفوظ کر لیا جائے اور اس کا تعلق ایمان کے ساتھ ہے۔ جتنا جتنا آخرت کا ایمان انسان کا بڑھتا جاتا ہے اتنی اتنی انسان کی توجہ آخرت کی طرف ہو جاتی ہے۔

آخر میں ایک دعا کا تذکرہ کرتے ہیں جو کہ حضورﷺ نے اپنی آل اور خاندان کے لیے مانگی ہے: اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ رِزْقَ آلِ مُحَمَّدٍ قُوْتًا

اے اللہ! آلِ محمدﷺ کو بقدر ضرورت روزی دے۔

سب سے آئیڈیل انسان وہی ہے جس کے مال میں کسی کا حصہ نہ ہو اور اس کو کسی کے سامنے ہاتھ نہ پھیلانا پڑے۔ قوت (بقدر ضرورت) یہ ہے کہ نہ ہاتھ پھیلانا پڑے، نہ اتنا مال ہو کہ کسی کا رزق انسان کے حصے میں آجائے۔ کوئی ذمہ داری بھی نہ ہو اور نہ ہی کسی سے مانگنا پڑے۔ تو آنحضورﷺ نے اپنے گھر والوں کے لیے یہی دعا مانگی ہے کہ ہماری آل کا رزق پورا پورا کر دے۔ ہمیں بھی اپنے لیے یہی دعا کرنی چاہیے۔ ایسی سفید پوشی کی زندگی ہو کہ انسان کے نہ مال میں کسی کا حق ہو کہ انسان آزمائش میں پڑے، غلط استعمال کرے اور قیامت والے دن پکڑا جائے اور نہ ہی ایسی حالت ہو جائے کہ انسان کو ہاتھ پھیلانے پڑیں، یہ بھی کوئی اچھی بات نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس مال و دولت دنیا کی جو اصل حقیقت ہے اللہ تعالیٰ ہم پر واضح کرے پھر بقیہ زندگی ہم اسی انداز سے گزارنے کی کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین

اسلام میں اَخلاقیات کی اہمیّت واِفادیّت

8

مولانا امین عزیز بھٹی حفظہ اللہ
(بشکریہ ہفت روزہ الاعتصام، لاہور)

۵۔ حسنِ سلوک کے دیگر مستحقین:

قرآن مجید میں والدین کے علاوہ دوسرے لوگوں کا تذکرہ ہوا ہے جو حسنِ سلوک اور اچھے برتاؤ کے مستحق اور حق دار ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّ بِذِي الْقُرْبٰى وَ الْيَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِيْنِ وَ الْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَ الْجَارِ الْجُنُبِ وَ الصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَ ابْنِ السَّبِيْلِ وَ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرًا o

[النساء: ٣٦]

’’اور تم سب اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہراؤ اور والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرو اور قرابت مندوں، یتیموں، مسکینوں اور رشتہ دار پڑوسیوں اور اجنبی پردیسیوں اور ہم نشینوں کے ساتھ بھی حسن سلوک سے پیش آؤ، اسی طرح مسافروں اور (لونڈی غلاموں کے ساتھ) جو تمھارے قبضے میں ہوں، اللہ ان لوگوں کو پسند نہیں کرتا جو اِتراتے ہوں اور اپنی بڑائی پر فخر کرتے ہوں۔‘‘

اس آیت میں والدین کے علاوہ آٹھ لوگ ہیں جن کے ساتھ نیکی بھلائی اور حسن سلوک کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ سورۂ بقرہ کی آیت نمبر ۱۷۷ میں ان کی مالی مدد کرنے کی بھی تلقین

کی گئی ہے۔ ذیل میں اس کی مزید وضاحت کی جاتی ہے۔

ا۔ عزیز واقارب سے حسنِ سلوک:

والدین کے بعد سب سے زیادہ حق قریبی رشتہ داروں کا بیان ہوا ہے۔ قرابت مندوں سے اچھا برتاؤ اور حسن سلوک کو صلہ رحمی بھی کہتے ہیں۔ قرآن مجید میں عزیز واقارب کے ساتھ حسن سلوک کو بہت اہمیت دی گئی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰی حَقَّهٗ وَ الْمِسْكِیْنَ وَ ابْنَ السَّبِیْلِ ذٰلِكَ خَیْرٌ لِّلَّذِیْنَ یُرِیْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ٥ [الروم: ٣٨]

''قرابت منداور مسکین اور مسافر کو اس کا حق ادا کرو، یہ ان کے لیے بہتر ہے جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے طلب گار ہیں اور وہی (آخرت میں) فلاح پانے والے ہوں گے۔''

مذکورہ آیت میں رشتہ داروں پر خرچ کرنے کا نہ صرف حکم دیا گیا ہے بلکہ اسے رشتہ داروں مساکین اور مسافروں کا حق بتایا گیا ہے۔ یہی مضمون سورۂ بقرہ میں اس طرح بیان ہوا ہے:

یَسْئَلُوْنَكَ مَاذَا یُنْفِقُوْنَ قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَیْرٍ فَلِلْوَالِدَیْنِ وَ الْاَقْرَبِیْنَ وَ الْیَتٰمٰی وَ الْمَسٰكِیْنِ وَ ابْنِ السَّبِیْلِ وَ مَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَیْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِیْمٌ٥ [البقرة: ٢١٥]

''تم سے پوچھتے ہیں کہ بتاؤ کیا خرچ کریں؟ کہہ دیجیے: جتنا مال بھی خرچ کرو گے وہ تمھارے والدین، اعزہ واقرباء اور (تمھارے معاشرے کے) یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کے لیے ہے، اس لیے (حسبِ اطاعت خرچ کرو اور مطمئن رہو کہ) جو نیکی بھی تم کرو گے وہ ہرگز ضایع نہ ہوگی، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ اس سے پوری طرح واقف ہے۔''

قریبی رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی، حسنِ سلوک اور اچھا برتاؤ کرنے کے متعلق جہاں کافی تاکید بیان ہوئی ہے وہاں رشتوں کو توڑنے اور قرابت مندوں سے بدسلوکی کی سخت ممانعت بھی ذکر ہوئی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا
زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ
وَالْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًاO [النساء: ۱]

''لوگو! اپنے اس پروردگار سے ڈرتے رہو جس نے تمھیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی کی جنس سے اس کا جوڑا بنایا اور پھر ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں (دنیا میں) پھیلا دیے اور (ہمیشہ اس) اللہ سے ڈرتے رہو جس کا واسطہ دے کر تم ایک دوسرے سے مدد چاہتے ہو اور (اسی طرح) ڈرو رشتوں (کے توڑنے) سے، بے شک اللہ تعالیٰ تم پر نگہبان ہے۔''

رسولِ اکرم ﷺ کے ارشاداتِ عالیہ میں اقارب کے ساتھ حسن سلوک اور صلہ رحمی کی کافی تفصیل بیان ہوئی ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ صلہ رحمی کرنے سے دنیا میں عمر اور رزق میں برکت ہوتی ہے اور آخرت میں جنت عطا ہوتی ہے۔ حدیث میں ہے:

عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أَخْبِرْنِي بِعَمَلٍ يُدْخِلُنِي الْجَنَّةَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: تَعْبُدُ اللّٰهَ لَا تُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا، وَتُقِيمُ الصَّلَاةَ، وَتُؤْتِي الزَّكَاةَ، وَتَصِلُ الرَّحِمَ (صحيح بخاري، رقم: ۵۹۸۳)

''حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسی نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے ایسا عمل بتائیے جو مجھے جنت میں داخل کر دے! تو رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ کی بندگی کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ، نماز کا اہتمام کرو اور زکاۃ ادا کرو اور صلہ رحمی کرتے رہو۔''

ایک دوسری روایت میں ہے:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ أَحَبَّ أَنْ يُبْسَطَ لَهٗ فِي رِزْقِهٖ وَيُنْسَأَ لَهٗ فِي أَثَرِهٖ فَلْيَصِلْ رَحِمَهٗ)) (صحیح بخاری، رقم: ۵۹۸۶)

''حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جسے پسند ہے کہ اس کے رزق میں فراخی ہو اور اس کی عمر دراز ہو تو وہ صلہ رحمی کرے۔''

صلہ رحمی کرنا مؤمن کی صفاتِ حمیدہ میں سے ہے۔حدیث میں ہے:

عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلْيَصِلْ رَحِمَهُ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ))

(صحيح بخاري، رقم: ٦١٣٨)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جو اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے اسے اپنے مہمان کی خاطر تواضع کرنی چاہیے، جو اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ اچھی بات کرے، ورنہ خاموش رہے۔''

۲٫۳۔یتیموں اور مسکینوں سے حسنِ سلوک:

جس طرح والدین اور قرابت داروں کے ساتھ حسنِ سلوک کو اہمیت دی گئی ہے اسی طرح یتیموں اور مساکین کا خیال رکھنے اور ان کے ساتھ حسن سلوک کا بھی حکم دیا گیا ہے۔قرآنِ مجید اور احادیث مبارکہ کے متعدد فرامین میں اَیتام ومساکین کی خدمت و سرپرستی اور ان کے ساتھ ہمدردی وخیرخواہی کی فضیلت بیان ہوئی ہے۔

قرآن مجید کی آیات پر غور کرنے سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یتیموں اور مسکینوں پر مال خرچ کرنا ہی کافی نہیں ہے، بلکہ مسلم معاشرے میں ان کی عزت وتکریم کو قائم رکھنا بھی ضروری ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ اُولُوا الْقُرْبٰى وَ الْيَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِيْنُ فَارْزُقُوْهُمْ مِّنْهُ وَ قُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًاo [النساء: ٨]

''اور (وراثت کے) تقسیم کے موقع پر جب قریبی رشتہ دار اور یتیم اور مسکین وہاں آجائیں تو اس میں سے (کچھ مال) ان کو بھی دے دیں اور ان کے ساتھ بھلائی کی بات کریں۔''

اور تکریم کے متعلق یوں فرمایا:

كَلَّا بَلْ لَّا تُكْرِمُوْنَ الْيَتِيْمَo وَلَا تَحٰٓضُّوْنَ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِo وَ

تَأْكُلُوْنَ التُّرَاثَ اَكْلًا لَّمًّاO وَّتُحِبُّوْنَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّاO [الفجر: ۱۷-۲۰]

''ایسا ہرگز نہیں، تمھارا حال تو یہ ہے کہ تم یتیم کی قدر نہیں کرتے۔ اور مسکینوں کو کھانا کھلانے کے لیے ایک دوسرے کو اُبھارتے نہیں۔ اور ساری وراثت کو سمیٹ کر ہڑپ کر جاتے ہو۔ اور مال کی محبت میں متوالے ہوئے رہتے ہو۔''

یہی وجہ ہے کہ یتیموں کو ڈانٹنے، دھتکارنے اور لاوارث چھوڑنے سے منع کیا گیا ہے۔ اس کے برعکس یتیموں سے محبت وشفقت اور کفالت ومدارت کا حکم دیا گیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيْمًا فَاٰوٰىO وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰىO وَوَجَدَكَ عَآئِلًا فَاَغْنٰىO فَاَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا تَقْهَرْO وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْO وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْO

[الضحی: ۶-۱۱]

''کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ اس نے تمھیں یتیم دیکھا تو بہت اچھا ٹھکانا دیا! راستہ ڈھونڈتے دیکھا تو (سیدھا) راستہ دکھایا! اور محتاج دیکھا تو (شرح صدر سے) غنی کر دیا! اس لیے اب آپ یتیموں سختی نہ کیجیے۔ اور سائل کو نہ جھڑکیے۔ اور (ہدایت کی) جو نعمت آپ کے پروردگار نے آپ کو عطا کی ہے، اس کا چرچا کرتے رہیے۔''

حدیث شریف میں ہے:

عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((كَافِلُ الْيَتِيمِ لَهُ أَوْ لِغَيْرِهِ أَنَا وَهُوَ كَهَاتَيْنِ فِي الْجَنَّةِ (صحیح مسلم، رقم: ۷۴۶۹)

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا، خواہ اس کا عزیز ہو یا کوئی غیر، جنت میں میرے ساتھ اس طرح ہوگا جیسے یہ دو انگلیاں۔''

یتیموں، مسکینوں اور محتاجوں کی خبر گیری کرنا ان کی مدد کرنا، انھیں کھانا کھلانا اور ان کے لیے معاشرے میں عزت واحترام کا اہتمام کرنا باعث اجر وثواب ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے جنت کی بہاروں سے لطف اندوز ہونے والے نیک اور اَبرار لوگوں کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

(باقی برصفحہ 62)

غزہ میں گزشتہ 13 ماہ کی جنگ
ایک فلسطینی کے ہوشربا انکشافات اور حالاتِ حاضرہ

ابو فیصل محمد منظور انور

احمد اباسیس پہلے فلسطینی امریکی اور قانون کے طالب علم ہیں جو اسٹیٹ آف سیج لکھتے ہیں۔ 7 اکتوبر کو الجزیرہ میں ان کا ایک مضمون شائع ہوا جس میں انھوں نے غزہ کی صورت حال بارے تشویش ناک انکشافات کیے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ پچھلے ایک سال کے دوران، اسرائیل کے نسل کشی کے تشدد میں سرکاری طور پر غزہ میں تقریباً 42,000 فلسطینی ہلاک ہو چکے ہیں۔ مگر اندازوں کے مطابق حقیقی ہلاکتوں کی تعداد 180,000 سے زیادہ ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اسرائیلی قابض افواج نے مغربی کنارے پر کئی بار خونریز حملے کیے ہیں۔ چند روز پہلے 740 سے زائد فلسطینیوں کا قتل عام کیا گیا ہے۔ پچھلے مہینے، استعماری حکومت نے اپنے تشدد کو لبنان تک بڑھایا، جہاں 23 ستمبر کو 500 سے زائد افراد مارے گئے۔ دو ہفتوں میں اسرائیل نے 2000 سے زیادہ لبنانیوں کو قتل کیا ہے۔ اسرائیلی فوج نے غزہ کے تمام محلوں کو ہموار کر دیا ہے، بلڈوزر سے سڑکیں کھود کر، بنیادی ڈھانچے اور یوٹیلیٹی تنصیبات پر بمباری کی ہے اور رہائشی عمارتوں کو کچل دیا ہے۔ صحت اور تعلیمی سہولیات کو ختم کر دیا گیا ہے۔ واٹر سٹیشنز، بجلی کے پلانٹ اور سولر پینل تباہ ہو گئے ہیں۔ مختصر یہ کہ اسرائیل نے غزہ میں زندگی کو برقرار رکھنے والی تمام چیزوں کو ختم کرنے کی کوشش کی ہے۔ فلسطینیوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ اس پٹی کے زیادہ سے زیادہ تر علاقے کو خالی کر دیں۔ اس کے 16 فیصد علاقے میں ہجوم کیا جا رہا ہے۔ زمین کو خالی کرنے کی یہی حکمت عملی

مغربی کنارے کے کچھ علاقوں اور اب لبنان میں بھی لاگو کی گئی ہے۔ لوگوں کو بتایا جاتا ہے کہ وہ اسرائیل کے 'فوجی آپریشن' کے مکمل ہونے کے بعد واپس آ سکتے ہیں۔ لیکن ہم سب جانتے ہیں کہ ان کا مقصد نوآبادیات کے لیے زمین کو خالی کرنا ہے۔ ایسا اس سے پہلے بھی ہوا تھا۔ 1948ء کے قبضہ کے دوران اور اقوامِ متحدہ کی قرارداد کے مطالبہ کے باوجود فلسطینیوں کو کبھی بھی اپنے گھروں کو واپس جانے کی اجازت نہیں دی گئی۔ اس لیے کچھ بیرونی لوگوں کے لیے فلسطینی اپنی گھروں کو نہیں چھوڑیں گے، اپنی سرزمین سے فلسطینیوں کی مستقل محبت کو سمجھنا مشکل لگتا ہے اور یہ بات خاص طور پر صہیونیوں کے لیے ناقابل فہم ہے۔ جنہوں نے ہم میں سے بہت سے لوگوں کو نکال باہر کیا۔ امید ہے کہ ہم عرب دنیا میں کہیں اور چلے جائیں گے اور ملحق ہو جائیں گے۔ لیکن فلسطینی عوام سات دہائیوں سے زائد عرصے سے اپنی سرزمین پر اپنے جائز دعویٰ سے دستبردار نہیں ہوئے۔ یہ سوال کہ فلسطینی اپنے گھروں اور آبائی زمینوں کو چھوڑنے سے کیوں انکار کرتے ہیں، یہاں تک کہ مسلسل بمباری، چھاپوں، آبادکاروں کے قبضے اور اقتصادی تسلط کے باوجود۔ یہ ایک ایسا سوال ہے جو فلسطینی شناخت کے لیے گہری اور بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ یہ صرف جغرافیہ یا جائیداد کی ملکیت کا معاملہ نہیں ہے بلکہ اس زمین سے گہرا تعلق ہے جو فلسطینی تاریخ، ثقافت اور اجتماعی یادداشت سے بنا ہوا ہے اس فیصلے کی ضد ہے لیکن یہ گہری سمجھ بھی ہے کہ اپنے گھروں کو چھوڑنا نسلوں سے جڑے ہوئے رشتے کو توڑ دینا ہے۔ ایک زرعی معاشرے کے طور پر، فلسطینیوں کو اپنی ثقافت اور اجتماعی شعور میں زمین کا ایک خاص مقام حاصل ہے۔ زیتون کا درخت اس کی بہترین علامت ہے۔ زیتون کے درخت قدیم، لچکدار اور گہری جڑیں رکھتے ہیں بالکل فلسطینی لوگوں کی طرح۔ خاندان ان درختوں کی طرف اسی طرح رجحان رکھتے ہیں جس طرح وہ اپنے ورثے کی طرف رکھتے ہیں۔ زیتون کی کٹائی کا عمل، انہیں تیل میں دبانا اور اس تیل کو اپنے پیاروں کے ساتھ بانٹنا ثقافتی تحفظ کا عمل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسرائیلی فوج اور آبادکار فلسطینی زیتون کے باغات پر حملہ کرنا پسند کرتے ہیں۔ زیتون کے درخت کو تباہ کرنا فلسطینیوں کی روزی روٹی پر حملے سے بڑھ کر ہے۔ یہ فلسطینیوں کے تشخص پر حملہ ہے۔ اسرائیل کی جانب سے اسے مٹانے کی کوشش فلسطینی زیتون کے درختوں کے خلاف اس کی مسلسل جنگ سے ظاہر ہوتی ہے۔ 1967ء سے 2013ء تک، اس نے ان میں

سے قریباً 800,000 کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا۔ وطن سے وابستگی ہم میں بھی ہے، تارکین وطن فلسطینیوں میں بھی۔ میں خود مقبوضہ مغربی کنارے کے نابلس میں پیدا ہوا لیکن فلسطین سے باہر پلا بڑھا۔ یہاں تک کہ دورہ کر بھی میں نے کبھی فلسطینی سرزمین سے اپنے تعلق میں کمی محسوس نہیں کی۔ دوسرے انتفاضہ کے دوران میرا خاندان فرار ہونے پر مجبور ہوا۔ میرے والد نے اسرائیلی فوج کو اپنے والد کی زمین چوری کرتے اور اسے فوجی چوکی میں تبدیل کرتے دیکھا تھا، اور میری والدہ کو کام پر جاتے ہوئے آبادکاروں نے گولی ماردی تھی۔ ان کا رضا کارانہ طور پر ہجرت کا فیصلہ نہیں تھا۔ یہ بقا کا ایک عمل تھا۔ پچھلی دو دہائیوں کے دوران میں باقاعدگی سے فلسطین واپس گیا ہوں۔ میں یہودی آبادکاروں کو فلسطینی زمین پر مسلسل تجاوزات کرتے ہوئے دیکھ رہا ہوں اور مزید فلسطینیوں کو ان کے گھروں سے بے گھر کرنے کی کوشش کو دیکھ رہا ہوں۔ جو بات مجھے بچپن میں یاد تھی وہ غیر قانونی طور پر بنائے گئے مکانات کے جھرمٹ میں بڑھ کر پورے شہر بن گئے۔ فلسطینی قصبوں اور دیہاتوں کو چاروں طرف سے محاصرے میں لے لیا۔ لیکن جیسا کہ میں نے فلسطینی زیتون کے درختوں کو جلاتے ہوئے، فلسطینی پانی کو چوری ہوتے اور فلسطینیوں کے گھروں کو منہدم ہوتے دیکھا، میں نے مزاحمت اور انحراف کا بھی مشاہدہ کیا۔ اسرائیلیوں کی طرف سے پانی کی کٹوتی کے دوران فلسطینی اسے بنانے کے لیے پانی کے ٹینک لگا رہے تھے۔ وہ انہدام کے بعد رات کے وقت اپنے گھروں کو دوبارہ تعمیر کر رہے تھے اور جب کوئی آبادکاروں کا چھاپہ مارا جائے گا تو وہ حوارا جیسی کمیونٹیز کی مدد کے لیے دوڑ رہے تھے۔ پچھلے ایک سال میں، اسرائیلی تشدد نسل کشی بن گیا ہے، لیکن فلسطینیوں کی 'ثابت قدمی' کم نہیں ہوئی ہے۔ جنین سے لے کر غزہ تک، فلسطینیوں نے مسلسل اسرائیلی حملوں اور بمباری کے تحت رہنے اور زندہ رہنے کے سادہ عمل کے ذریعے نوآبادیاتی حملوں کے خلاف مزاحمت کرنا بند نہیں کی ہے۔ قابض جتنا زیادہ فلسطینیوں کی زندگی کو ناممکن بنانے کی کوشش کرتا ہے، فلسطینی اس کو ممکن بنانے کے لیے عارضی حل تلاش کرتے ہیں، چاہے وہ سائیکل سے چلنے والی واشنگ مشین ہو، روٹی پکانے کے لیے مٹی اور بھوسے سے تیار کردہ مٹی کا تندور ہو یا بجلی کا جنریٹر، بے ترتیب مشین حصوں سے کام لینا۔ یہ ہماری ثابت قدمی کی چند مثالیں ہیں۔ دریں اثنا اپنا وطن چھوڑنے کے باوجود ہمارے دل و دماغ کبھی فلسطین کو نہیں

بھو لے۔ ہم نے درد اور دہشت میں اس نسل کشی کو سامنے آتے دیکھا ہے اور ان ممالک کے رہنماؤں نے جہاں ہم نے پناہ مانگی ہے آنکھیں بند کر رکھی ہیں۔ مغرب میں بہت سے لوگ یہ نہیں مانتے، جانتے کہ فلسطینی زندگی کی بھی کوئی قدر قیمت ہے وہ ہمیں انسان نہیں سمجھتے، فلسطینیوں کے ساتھ اس مسلسل غیر انسانی ناروا سلوک نے ہماری برادریوں میں مایوسی اور ناامیدی پھیلائی ہے۔ لیکن جب غزہ کے لوگ نسل کشی کی ہولنا کیوں کے درمیان آگے بڑھ رہے ہیں تو ہمیں ہار ماننے کا کوئی حق نہیں ہے۔ ہمیں اپنے اندر جذبہ حریت کے ساتھ ثابت قدمی جیسے جذبات کو بیدار کرنا ہے اور دوسرے معاشروں کو یہ بتانے کے لیے متحرک ہونا ہے کہ ہم یہاں ہیں، ہم موجود ہیں اور ہم اس دنیا میں ثابت قدم رہیں گے جو ہمیں مٹانے پر تلی ہوئی ہے۔ 'ہم زمین ہیں' کا استعارہ صرف شاعرانہ نہیں ہے یہ فلسطینی عوام کے لیے ایک زندہ حقیقت ہے۔ جب فلسطینیوں سے پوچھا جاتا ہے کہ تم وہاں سے کیوں نہیں چلے جاتے؟ وہ اس کے ساتھ جواب دیتے ہیں 'ہم ایسا کیوں کریں؟' یہ فلسطینی سرزمین ہے جو فلسطینیوں کی نسلوں کے خون اور آنسوں سے لبریز ہے۔ اسے چھوڑنے کا مطلب ہوگا سب کچھ کھو دینا۔ اس کا مطلب یہ ہوگا کہ ہماری تاریخ، ہماری ثقافت، ہماری اجتماعی روح کو مٹانے کی اجازت دی جائے۔ اس نسل کشی کے ایک سال بعد بھی فلسطینی باقی ہیں۔ (منقول۔الجزیرہ)

الجزیرہ کی مصدقہ رپورٹس کے مطابق نومبر کے دوسرے تیسرے ہفتے سے اسرائیلی جارحیت میں شدت آچکی ہے۔ 7 اکتوبر 2023ء سے شروع ہونے والی جنگ میں اب تک وسطی بیروت میں ایک فضائی حملے میں حزب اللہ کے میڈیا تعلقات کے اعلیٰ افسر محمد عفیف کو قتل کرنے کے بعد اسرائیل نے لبنان پر گولہ باری جاری رکھتے ہوئے مزید آٹھ طبی عملے کو ہلاک کر دیا۔ اسرائیلی فورسز نے غزہ کے 'سیف زون' پر بھی بمباری کی جس میں دو بچوں سمیت چار افراد ہلاک ہوگئے ہیں۔ پوپ فرانسس نے بھی علاقے میں فلسطینیوں کی نسل کشی کے الزامات کی تحقیقات کا مطالبہ کیا۔ ایک رپورٹ کے مطابق غزہ میں اسرائیل کی نسل کشی میں 7 اکتوبر 2023ء سے اب تک کم از کم 43,846 فلسطینی ہلاک اور 103,740 زخمی ہو چکے ہیں۔ ایک محتاط اندازے کے مطابق پہلے دن حماس کی زیر قیادت حملوں کے دوران اسرائیل میں 1,139 افراد مارے گئے تھے

اور 200 سے زیادہ کو یرغمال بنالیا گیا تھا۔غزہ پر جنگ شروع ہونے کے بعد سے لبنان میں اسرائیلی حملوں میں کم ازکم 3,481 افراد ہلاک اور 14,786 زخمی ہو چکے ہیں۔غزہ کے شمالی شہر بیت لاہیا میں، اسرائیلی بمباری نے ایک کثیرالمنز لہ عمارت کو کھنڈرات میں ڈال دیا ہے، جس میں زندہ بچ جانے والوں کی تلاش کی امیدیں کم ہوتی جارہی ہیں۔شہری دفاع کے عملے اور طبی عملے کو 40 دنوں سے محصور علاقے میں داخل ہونے سے روک دیا گیا ہے۔اسرائیلی افواج حماس کے جنگجوں کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنا چاہتی ہیں، یہ تباہی غزہ کی پٹی تک اور بشمول مرکزی پناہ گزین کیمپ تک پھیلی ہوئی ہے۔ یہ محصور شہری پرامن گھروں کو نشانہ بنانے پر سوال اٹھاتے ہیں اور مسلسل بمباری کی وجہ سے بار بار نقل مکانی کا شکار ہوتے ہیں۔اکثر خاندان کم سے کم مال اسباب کے ساتھ محفوظ پناہ گاہیں تلاش کرنے کے لیے جدوجہد کررہے ہیں۔الجزیرہ کی لینا ابوالکلیخ کی رپورٹ کی مطابق فلسطین ریڈ کریسنٹ سوسائٹی (PRCS) نے شمالی غزہ سے 30 مریضوں کو الشفا ہسپتال منتقل کیا ہے اور اس نے عالمی ادارہ صحت کے تعاون سے 15 مریضوں اور ان کے 16 ساتھیوں کو شمالی غزہ کے کمال عدوان ہسپتال سے غزہ سٹی کے الشفا ہسپتال منتقل کیا ہے۔اس نے اپنے پیغام میں کہا ہے کہ اسرائیلی فوج نے اکتوبر کے اوائل سے ہی اس پٹی کے شمالی حصے کو مکمل محاصرے میں رکھا ہوا ہے، اور اس علاقے کو طبی سامان سمیت تمام انسانی امداد سے منقطع کر دیا ہے اور اس پر مسلسل بمباری کی جارہی ہے۔اسرائیلی فوج نے المواسی میں عارضی خیمے پر حملہ کیا جس کے نتیجے میں 2 بچے جاں بحق ہوگئے۔طارق ابوعزو مدیر البلاحزہ نے رپورٹ دی کہ اسرائیلی ہیلی کاپٹر صبح سویرے اور رات بھر المواسی پر اپنے حملوں کو بڑھارہے ہیں۔شہر کے نواحی علاقے خان یونس میں المواسی میں ایک عارضی خیمے کو نشانہ بنایا گیا ہے۔الاقصی اسپتال کے طبی ذرائع نے تصدیق کی ہے کہ چار فلسطینی ہلاک ہوئے ہیں جن میں دو کمسن بچے بھی شامل ہیں۔بظاہر یہ سب ایک ہی خاندان سے ہیں جو لوگ اب بھی المواسی میں موجود ہیں وہ حفاظت کے بارے میں اپنے گہرے خدشات کا اظہار کر رہے ہیں کیونکہ اس علاقے کو گزشتہ ایک ہفتے کے دوران بڑے پیمانے پر نشانہ بنایا گیا ہے۔اسرائیلی فوج کے حملوں کا بنیادی مرکز غزہ کے شمالی حصے بیت لاہیا اور جبالیہ کو تباہ کرنا ہے۔یہ پناہ گزین کیمپ مسلسل اور شدید بمباری کی زد میں ہیں۔عینی شاہدین نے

الجزیرہ کی تصدیق کی کہ اسرائیلی فوج رہائشی محلوں کو اڑانے کے لیے ایسے روبوٹ استعمال کر رہی ہے جو دھماکہ خیز مواد سے لیس ہیں۔ رپورٹرز نے اسرائیلی فوج کی طرف سے جاری کی گئی مختلف ویڈیوز دیکھی ہیں جن میں دکھایا گیا ہے کہ وہ جبالیہ اور بیت لاہیا میں مکمل رہائشی عمارتوں کو کیسے اڑا رہے ہیں، جس سے وہاں ایک انتہائی تباہ کن منظر پیدا ہو رہا ہے جو شہریوں کو اس علاقے میں معمول کے مطابق زندگی گزارنے کے لیے واپس آنے سے روکتا ہے۔ انتہائی بدقسمتی کی بات ہے کہ امت مسلمہ کی تقریباً دو ارب آبادی والے 57 اسلامی ممالک کے حکمران گزشتہ سال 7 اکتوبر 2023ء سے لیکر کے ابھی تک فلسطینیوں کی وسیع پیمانے پر جاری نسل کشی پر سوائے زبانی جمع خرچ کرنے اور خالی خولی بیان بازی کرنے کے عملی طور پر کچھ بھی کرنے سے گریزاں ہیں۔ جبکہ اسرائیل امریکہ کی شہ پر گریٹر اسرائیل کے منصوبے پر گامزن ہے۔ اس سے پہلے کہ یہودی اپنے مذموم مقاصد کی تکمیل کے لئے اس خطے کے دیگر مقدس مقامات پر بھی حملہ آور ہو جائیں مسلم دنیا اپنی صفیں درست کر لے۔۔۔ ورنہ تمہاری داستاں نہ ہوگی داستانوں میں۔

یہ فقرہ لکھ دیا کس شوخ نے محراب مسجد پر
یہ نادان گر گئے سجدے میں جب وقت قیام آیا

ہے یاد مجھے نکتۂ سلمانِ خوش آہنگ
دنیا نہیں مردانِ جفاکش کے لیے تنگ
چیتے کا جگر چاہیے شاہیں کا تجسّس
جی سکتے ہیں بے روشنیِ دانش و فرہنگ!
کر بلبل و طاؤس کی تقلید سے توبہ
بلبل فقط آواز ہے طاؤس فقط رنگ!

(سلمان: مسعود سور سلیمان۔ غزنوی دور کا نامور ایرانی شاعر جو غالباً لاہور میں پیدا ہوا۔)

یا ہنوز اندر تلاشِ مصطفیٰ (ﷺ) است

عبد اللہ ابراھیم

(اس مضمون میں 23 اکتوبر سے 20 نومبر 2024ء تک کے نمایاں واقعات کا احاطہ کرنے کی سعی کی گئی ہے)

1 پاکستان کی سیاسی صورتحال میں وقتی ٹھہراؤ

حکومت اور مقتدرہ کا اصل گروہ لحہ موجود تک ایک صفحے پر ہے جس سے بنیادی سیاسی استحکام ہے مگر اس میں مقتدرہ کے دوسرے گروہ سے کشاکش واضح دکھائی دے رہی ہے جو کہ ریٹائرڈ جنرل فیض حمید کی گرفتاری کے بعد کمزور تو ہوا ہے مگر ایک دہائی کے اثر ورسوخ کی وجہ سے کافی مزاحمت کر رہا ہے۔ پاکستان کے سیاسی حالات میں کچھ ٹھہراؤ تو آیا ہے مگر گزشتہ ماہ بھی اہم واقعات سے بھرپور تھا اس سے پہلے 26ویں آئینی ترمیم کے پاس ہونے کے بعد اور اپنی مرضی کا چیف جسٹس مقرر کر دینے کے بعد مقتدرہ اور حکومت کچھ سکون میں دکھائی دیتی تھی مگر نئے چیف جسٹس یحییٰ آفریدی نے پہلے تو سینئر ججوں کے معاملے میں دونوں نظر انداز کیے گئے ججوں کو سینیورٹی میں پہلے اور دوسرے نمبر پر رکھا اور پھر انہی ججوں نے 26ویں ترمیم کے معاملے میں فل کورٹ بنانے پر زور دینا شروع کر دیا اس پر حکومت دوبارہ متحرک ہوگئی اور سوموار 4 نومبر کو مزید قوانین منظور کر لیے گئے ان قوانین کے تحت ججوں کی تعداد کو بڑھا کر بشمول چیف جسٹس 34 کر دیا گیا ہے۔ اسی طرح سینئر آئینی بینچ کے حوالے سے جسٹس امین الدین کا تعین کر دیا گیا ہے اور ان کو بھی نئے سپریم کورٹ کے انتظامی امور کے قوانین میں نمایاں حیثیت دی گئی ہے۔ اسی طرح دوسری طرف قومی چیف آف آرمی سٹاف اور تمام فوجی چیف کی مدت تین سال سے بڑھا کر پانچ

سال کر دی گئی اور ان کی ایکسٹینشن کے حوالے سے بھی پانچ سال کی گنجائش پیدا کر دی گئی۔

یہ حکومتی اقدامات دو وجوہات کی بنیاد پر ہیں ایک تو جسٹس یحییٰ آفریدی کے اقدامات غیر واضح تھے اور حکومت نے اس کے ڈر کو آگے بڑھ کر محدود کر لیا اور دوسرا جو فوجی حوالے سے اقدامات ہیں وہ اس بات کو ظاہر کرتے ہیں کہ موجودہ مقتدرہ اپنا مکمل کنٹرول سنبھالنے کے بعد اب اس کوشش میں ہے کہ تمام کونوں کھدروں اور رکاوٹوں کو بھی بند کر دے اور ہر مقتدرہ اسی طرح کی غلطیاں کر کر نقصان اٹھاتی ہے وہ یہ کوشش کرتی ہے کہ ایسا نظام موجود میں آ جائے جہاں ان کو لمبے عرصے تک کوئی خطرہ نہ ہو اور اسی سے ایسی غلطیاں ہو جاتی ہیں کہ الٹا ان کا موجودہ نظام خطرے میں پڑ جاتا ہے۔ فوجی چیفس کی مدت میں اس طرح کا اضافہ، ہو سکتا ہے فوج میں بھی کچھ بے چینی کا باعث بنے اگرچہ ابھی ایسا کوئی امکان نہیں ہے۔ بہر حال صورتحال یقیناً ناپسندیدہ ہے اور یہی ظاہر کر رہی ہے کہ مقتدرہ اپنی گرفت کو مضبوط کرنے کے بعد اس کو ایک آمریت میں اور مکمل کنٹرول میں بدل رہی ہے اگرچہ ان اقدامات سے ملک کو معاشی طور پر فوائد حاصل ہو سکتے ہیں مگر یہ فوائد وقتی ہوں گے اور اس کے نظریاتی طور پر اور سیاسی طور پر جو نقصانات ہوں گے اس سے زیادہ ہو سکتے ہیں۔

اس صورتحال میں پی ٹی آئی کچھ غیر متعلق سی ہو گئی ہے اور مولانا فضل الرحمٰن صاحب جو بڑے پر اعتماد ہو گئے تھے ان کو کچھ دھچکا لگا ہے۔ اب مکمل کنٹرول حاصل کرنے کے بعد مقتدرہ سیاست دانوں کو پیچھے دھکیل دے گی اور ویسے بھی سیاستدان اپنے نئی حکمت عملی بنانے کے لیے ملک سے باہر جانے پر زور دے رہے ہیں۔ پی ٹی آئی دوبارہ احتجاج کی کوشش کر رہی ہے اور اس نے 24 نومبر کو احتجاج کی کال دی ہے۔ دوسری طرف امریکہ میں ٹرمپ کے جیتنے کے بعد پی ٹی آئی کے لوگوں میں دوبارہ ایک امید پیدا ہوئی ہے اور جس طرح ڈیموکریٹس کا جھکاؤ پی ڈی ایم کی طرف بتایا گیا تھا تو ٹرمپ کا جھکاؤ دوسری طرف ہو سکتا ہے اور اب پی ٹی آئی نے اپنی کافی امیدیں اسی سے وابستہ کر لی ہیں اور تبصرے جاری ہیں۔ یہ بات تو ٹھیک ہے کہ ٹرمپ اور عمران خان کے مزاج میں کافی مشابہت ہے اور دونوں اپنے اکھڑ مزاج اور بلند بانگ بیانات کی وجہ سے مشہور ہیں تاہم ابھی فوراً اس کا امکان دکھائی نہیں دیتا امریکی انتخابات کے ان نتائج کے بعد

پاکستان کے چیف آف آرمی سٹاف نے بھی سعودی عرب کا دورہ کیا سعودی عرب مسلمانوں کی سیاست کے حوالے سے ایک اہم مقام رکھتا ہے اور امریکی صدر کی تبدیلی سے اس کی بھی ترجیحات اور منصوبہ بندی میں تبدیلی آئے گی۔ٹرمپ کے آنے سے فرق تو پڑے گا مگر کیا پی ٹی آئی جو اپنی امیدیں وابستہ کر رہی ہے وہ کامیاب ہوں گی یا نہیں، یہ ابھی وقت ہی بتائے گا تاہم اس سے یہ بات ضرور واضح ہوتی ہے کہ نواز شریف صاحب کے ’ووٹ کو عزت دو‘ کے معاملے کی طرح پی ٹی آئی کا ’ایبسولیوٹلی ناٹ‘ کا نعرہ بھی محض ایک ڈھونگ ہی تھا اور جس کی بات نہ ماننے کا وہ دعویٰ کر رہے تھے اب اسی سے وہ امیدیں وابستہ کرنے کی بات کر رہے ہیں۔

ع اسی عطار کے لونڈے سے دوا لیتے ہیں

پی ٹی آئی چاہے گی کہ وہ کوئی نہ کوئی اعلان کر کے اپنے آپ کو خبروں میں رکھے اور جو عوامی ہمدردی اس کو حاصل ہے اس کو اپنے قابو میں رکھے بلکہ بڑھائے کیونکہ اگر وہ خاموشی اختیار کرتی ہے تو چونکہ معاشی حالات کچھ بہتر ہو گئے ہیں تو لوگوں کی ان کے لیے ہمدردیوں میں کمی آسکتی ہے۔ بہرحال یہ احتجاج کوئی زیادہ مسئلہ تو پیدا نہیں کر سکے گا مگر 24 نومبر یا اس کے اردگرد کچھ دن کے لیے ملک میں سرگرمیوں میں کچھ کمی آجائے گی اس طرح سیاسی حوالے سے کچھ نہ کچھ سرگرمیاں تو چلتی ہی رہیں گی۔ ہاں اگر عمران خان کو رہا کر دیا جاتا ہے تو پھر معاملات میں ایک نیا موڑ آئے گا۔ یہ سب عوامل کسی طویل مدتی استحکام کی علامت نہیں ہیں بلکہ مقتدرہ میں بھی دھڑے بندی کو ظاہر کرتے ہیں۔ بہرحال موجودہ حکومت کو چلنے دینا چاہئے تاکہ کچھ آگے کا سفر ہو۔ ہمارا بطور ملک دائروں میں سفر اور مقتدرہ قوتوں کی اپنی ہٹ دھرمیاں کافی مایوس کن ہیں۔ بطور مسلمان ہمیں لوگوں کو دین کی دعوت اور توبہ کی پکار کو تیز تر کر دینا چاہیے۔

2 پاکستان کی معاشی صورتحال میں بہتری کا رجحان

پاکستان کی معاشی صورتحال میں ستمبر 2023ء سے کافی استحکام چل رہا ہے۔ ڈالر 278 روپے فی ڈالر پر مستحکم ہے۔ درآمدات، برآمدات اور بیرون ملک پاکستانیوں کی ترسیلات سے مل کر زرمبادلہ کے ذخائر گرفت میں دکھائی دیتے ہیں۔ اکتوبر میں مہنگائی کی شرح 7.2 فیصد رپورٹ ہوئی ہے جو کہ بڑی بہتر ہے (2023-24 میں یہ شرح 23.4 فیصد تھی)۔ بنیادی شرح

سود مزید 2.5 فیصد سے کم ہوئی ہے اور اب 15 فیصد پر ہے۔ پاکستان سٹاک ایکسچینج 95 ہزار کی بلند ترین سطح پر ہے اور کاروباری حضرات کا اعتماد بہتر ہوا ہے۔ آئی ایم ایف کے دورہ میں پاکستان نے یہ بات کی کہ اسے کوئی نیا ٹیکس لگانے کی ضرورت نہیں ہے اور وہ اپنے ہدف کو انہی ٹیکسوں کے ساتھ پورا کر لے گا جو کہ ایک مثبت بات ہے حکومت نے سردیوں میں بجلی کی کھپت کو بڑھانے کے لیے کچھ رعایتی نرخوں کا بھی اعلان کیا ہے جس سے بجلی کی کھپت میں اضافہ ہوگا یہ بھی ایک اچھا پہلو ہوسکتا ہے تاہم پچھلے ایک ہفتے میں ڈالر 20 پیسے فی ڈالر مضبوط ہوا ہے اور اگرچہ یہ ایک معمولی تبدیلی ہے تاہم بنک ذرائع بھی کہہ رہے ہیں کہ ملک میں کسی وجہ سے ڈالر کی موجودگی میں کچھ کمی دکھائی دے رہی ہے جو کہ ایک منفی رجحان ہوسکتا ہے۔ ہماری معاشی صورتحال میں مثبت پہلو بھی ہیں ابھی بھی اگر مخلص لوگ میسر آ جائیں اور ان کو 5-4 سال مل جائیں تو ملک کی کایا پلٹی جا سکتی ہے۔ اصل حل تو اسلامی معاشی نظام کا نفاذ ہے مگر موجودہ استحکام کا برقرار رہنا بھی ضروری ہے۔

3 پاکستان میں امن وامان کی صورتحال میں خرابی

9 نومبر کو کوئٹہ میں صبح کے وقت ریلوے اسٹیشن پر جبکہ جعفرا یکسپریس کا انتظار تھا ایک خودکش دھماکے میں 32 کے قریب افراد جان بحق اور درجنوں زخمی ہوگئے یہ کچھ عرصے کے بعد عوامی جگہ پر بم دھماکے اور دہشت گردی کا ایک بڑا واقعہ تھا اور اس سے کوئٹہ جیسے شہر میں دوبارہ امن وامان کی بہتری کی باتیں کمزور ہوگئی ہیں۔ بی ایل اے (بلوچ لبریشن آرمی) نے بظاہر اس دھماکے کی ذمہ داری قبول کر لی ہے تاہم یہ ظاہر کرتا ہے کہ ملک میں دہشت گردوں کے سیل ابھی اسی طرح موجود ہیں اور وہ وقتاً فوقتاً کارروائیاں کر کے اپنی موجودگی کا احساس دلاتے رہتے ہیں دہشت گردانہ حملے چاہے سلامتی کے اداروں پر ہوں یا عوامی مقامات پر ہوں دونوں قابل مذمت ہیں اور خاص طور پر عوامی مقامات پر ایسے حملے تو زیادہ برا اثر ڈالتے ہیں۔ پھر 20 نومبر کو بنوں میں سلامتی کے اداروں کی ایک چیک پوسٹ پر ایک خودخوش حملہ ہوا جس میں قریباً 12 فوجی جاں بحق ہوگئے۔ بہرحال خطے کی علاقائی سیاست ایسی ایک چومکھی لڑائی ہے جس میں واضح نہیں ہے کہ کون کس کا حمایتی اور کون کس کا مخالف ہے۔ تاہم ہمارے سکیورٹی کے اداروں کو اپنے ملک کی سرحدوں کی نگرانی کو بہتر سے بہتر کرنا چاہیے کیونکہ یہیں سے خرابی کی ابتدا ہوتی ہے۔

4 بنگلہ دیش کی سیاسی صورتحال اور سقوطِ ڈھاکہ کے 53 سال

بنگلہ دیش میں نوبل انعام یافتہ محمد یونس کی زیرِ قیادت عبوری حکومت کا تسلسل جاری ہے۔ تاہم 23 اکتوبر کو انہوں نے عوامی لیگ کی ذیلی طلبہ تنظیم کو کالعدم قرار دیا اور ان پر دہشت گردی اور اس حوالے سے مختلف الزامات عائد کیے گئے۔ یہ صورتحال زیادہ متوازن معلوم نہیں ہوتی کیونکہ اگر اقتدار میں آنے کے بعد مقصد اپنے مخالفین کو مکمل طور پر ختم اور کرش کر دینا ہے تو ایسے مقاصد اکثر اوقات حاصل نہیں ہو پاتے اور جو عوامی ہمدردی کی لہر موجود ہے اس کو بھی اس سے نقصان پہنچ سکتا ہے یقیناً ماضی میں زیادتیاں کی گئیں مگر ان زیادتیوں کا جواب زیادتی نہیں ہے اور اپنا ایک بلند اخلاقی معیار رکھتے ہوئے اور لوگوں سے درگزر کرتے ہوئے اپنا سارا زور اگر بنگلہ دیش کی موجودہ حکومت حالات اور صورتحال میں بہتری کی طرف لگائے گی تو اس سے زیادہ دور رس نتائج حاصل ہو سکتے ہیں۔ اگر کچھ لوگوں پر کچھ الزامات درست بھی ہیں تو ان کو انفرادی طور پر طے کیا جانا چاہیے اور پوری کی پوری جماعت کو کالعدم قرار دینا ان کو زیرِ زمین سرگرمیوں پر مجبور کر سکتا ہے۔

16 دسمبر 2024ء کو سقوط ڈھاکہ کے 53 سال مکمل ہو جائیں گے۔ اگرچہ بنگلہ دیش میں پچھلے چند ماہ سے صورتحال میں بہتری آئی ہے اور حسینہ واجد کی قیادت میں بنگلہ دیش جو پاکستان اور اسلام مخالف اور لبرلزم کی طرف جا رہا تھا اس کی سمت بھی درست ہوئی ہے۔ تاہم سقوط ڈھاکہ کا المناک سانحہ ہمیں یہ بات یاد دلاتا ہے کہ اگر پاکستان اپنے مقصدِ قیام پر عمل نہیں کرتا تو دوسری عصبیتیں نمایاں ہوتی جائیں گی، چاہے وہ زبان کی ہوں چاہے وہ قومیتوں کی ہوں یا علاقائی ہوں۔ اور اس طرح ملک مزید کمزور سے کمزور تر ہوتا جائے گا۔ اور پاکستان کے قیام کا مقصد تھا: لا اِلٰہ اِلا اللہ۔ یعنی یہ ملک مسلمانانِ برصغیر نے اس لیے حاصل کیا تھا کہ اس میں ایسا نظام قائم کریں گے جو قرآن و سنت کے مطابق ہو جہاں پر اسلام موجودہ دور میں ایک نمونے کے طور پر نافذ کیا جا سکے اور ہمیں اس بات کو دوبارہ اپنے ذہنوں میں تازہ کرنا چاہیے۔

5 افغانستان کی تازہ صورتحال

افغانستان کی طالبان حکومت کی توجہ اپنے علاقے کی معاشی بہتری کی طرف ہے

اوراس حوالے سے ان کے اقدامات کافی نتیجہ خیز ثابت ہورہے ہیں ان کی کرنسی پاکستان کے مقابلے میں چار گنا سے بھی زیادہ بہتر ہوچکی ہے اوراب ایک افغانی روپے چار سے زائد پاکستانی روپے کے برابر ہو چکا ہے۔ بتایا گیا کہ انہوں نے زعفران کے حوالے سے عالمی منڈیوں میں کئی ملین ڈالر کے سودے کیے ہیں۔اسی طرح انھوں نے اس سال ایک عشاریہ دوارب ڈالرکی معدنیات کے حوالے سے معاہدے کیے ہیں۔افغان حکومت نے بتایا کہ مختلف معدنیات کے معاہدوں میں حکومت کا حصہ اگرچہ مختلف معدنیات کے حوالے سے مختلف ہے مگر یہ 13 سے 56 فیصد تک ہے اور چونکہ یہ معدنیات نکالنے کا کام نجی لوگوں کے پاس ہے تو یہ حکومت کی بالکل خالص آمدنی ہے جو ان کے لئے بڑی مددگار ثابت ہوسکتی ہے۔اسی طرح تجارت کے حوالے سے افغانستان کے معاملات کافی بہتر چل رہے ہیں اور وہ پاکستان پر اپنے انحصار کو کم سے کم کرتے جارہے ہیں اگرچہ پاکستان اس پر سیخ پا ہے مگر افغانستان کے لحاظ سے یہ ان کی ایک بہتر حکمت عملی ہے۔

6 امریکہ کے صدارتی انتخابات میں ڈونلڈ ٹرمپ کی جیت اور حکومت بنانے کی تیاریاں

امریکی انتخابات پانچ نومبر کو مکمل ہوگئے اور اس میں ریپبلکن امیدوار ڈونلڈ ٹرمپ نے واضح برتری حاصل کرلی۔میڈیا چونکہ ڈیموکریٹ امیدوار کو سپورٹ کر رہا تھا تو ایک تاثر تھا کہ بڑا سخت اور برابر کا مقابلہ ہوگا تاہم نتائج زیادہ تر ڈونلڈ ٹرمپ کے حق میں رہے اور انہوں نے 270 جو کہ درکار حمایت تھی کے تقابل میں 312 نشستیں جیتی جبکہ کمالہ ہیرس کے پاس 226 نشستیں آئیں۔اسی طرح ریپبلکن نے سینٹ اور کانگریس دونوں میں بھی اپنی اکثریت حاصل کرلی ہے تو ٹرمپ اور ان کی پارٹی کو ایک واضح مینڈیٹ مل گیا ہے جو کہ وہاں کی مقتدرہ کی مرضی کے کچھ خلاف بھی معلوم ہوتا ہے۔اسی طرح جو صنفی معاملات اور ایل جی بی ٹی کے حوالے سے ڈیموکریٹس کی پالیسی تھی ڈونلڈ ٹرمپ نے اس کے خلاف بھی بڑا واضح بیان دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دو ہی جنس بنائی ہیں مرد اور عورت اور اس کے حوالے سے جو انہوں نے اقدامات کا اعلان کیا ہے وہ واقعی قابل تعریف معلوم ہوتے ہیں۔امریکی صدارتی انتخابات میں ڈونلڈ ٹرمپ کامیابی کے بعد اب اپنی حکومت بنانے کے لیے عہدے داروں کا انتخاب کر رہے ہیں وہ 20 جنوری کے آس پاس

حکومت سنبھالیں گے اور چونکہ انہوں نے کچھ بلند بانگ دعوے کیے ہوئے ہیں تو اسی حوالے سے وہ اپنی ٹیم کا تقرر کر رہے ہیں اور اس تقرر میں ان کی سوچ نمایاں نظر آتی ہے کہ امریکہ میں کاروبار کو فروغ دیا جائے اور چین اور دوسرے ممالک سے آنے والی درآمدات کی حوصلہ شکنی کی جائے۔ دنیا کے دولت مند ترین اور نمایاں کاروباری شخصیت ایلن مسک کو بھی حکومتی معاملات میں بہتری اور خرچ میں کمی لانے کے لیے انھوں نے منتخب کیا ہے۔ اسی طرح بھارت سے تعلق رکھنے والے رامہ سوامی جو کہ ریپبلکن پارٹی کی ایک نمایاں شخصیت ہیں، کو بھی اس کام کے لیے چنا ہے۔ تاہم چونکہ وہ پروٹسٹنٹ اور اس میں بھی صہیونی عیسائیت کی نمائندگی کرتے ہیں تو ان کی عالمی تقریریوں میں اسرائیل نوازی کا عنصر بڑا واضح نظر آتا ہے اور یہ بات وہ اپنی انتخابی تقاریر میں بھی کرتے رہے ہیں پروٹسٹنٹ طبقے کے لوگ اسرائیل کی حمایت کرنا چونکہ اپنا ایک مذہبی فریضہ سمجھتے ہیں تا کہ وہاں پر اسرائیل کی حکومت قائم ہو اور پھر ان کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام (جن کو وہ خدا سمجھتے ہیں) دنیا میں لوٹیں۔ تو اب اسرائیل کی مدد میں ایک مذہبی جذبہ اور زیادہ واضح طور پر شامل ہو جائے گا اگرچہ پروٹسٹنٹ عیسائی یہ مانتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آنے کے بعد یہودیوں کو بھی قتل کر دیں گے مگر فی الحال وہ اپنی پیشین گوئیوں کو پوری کرنے کی ضرورت کے تحت اسرائیل کی حمایت میں مکمل طور پر جائیں گے اور شاید یہ معاملات مشرقِ وسطیٰ میں اور بڑی لڑائیوں، جنگوں اور وقتی طور پر عظیم تر اسرائیل کے بننے کا سبب بن جائیں۔

7 غزہ میں اسرائیلی جارحیت کا تسلسل اور جنگ کا پھیلاؤ

غزہ میں اب تک 44 ہزار سے زائد لوگ شہید ہو چکے ہیں اور اس سے دوگنا تعداد (104 ہزار سے زائد) زخمیوں کی ہے اور 10 ہزار سے زائد لاپتہ ہیں۔ لبنان میں بھی شہادتوں کی تعداد 3 ہزار سے زائد ہو چکی ہے۔ مسلمان بطور امت اور بحیثیت قوم کسی بھی کردار کو ادا کرنے سے قاصر ہیں۔ غزہ کے لوگوں کو خوراک تک کی صحیح رسائی ممکن نہیں ہو پا رہی۔ حزب اللہ اور یمنی حوثی ہی عملاً کچھ مدد کر رہے ہیں مگر امدادی کارروائیوں کو روکا جا رہا ہے۔ مشرقِ وسطی اور خاص طور پر غزہ کے حوالے سے حالات میں کوئی تبدیلی نہیں آئی بلکہ ڈونلڈ ٹرمپ اپنی حکومت بنانے کے لیے جس طرح کے لوگوں کی تقرری کر رہے ہیں ان کی اسرائیل نوازی بالکل واضح ہے لہٰذا

مسلمانوں کا درد رکھنے والے لوگوں میں اس پر بڑی تشویش پائی جاتی ہے اور ویسے بھی ٹرمپ کا تو یہ بیان رہا ہے کہ اسرائیل کو موقع دیا جانا چاہیے کہ جو بھی ان کے مطابق شر پسند لوگ ہیں ان کو مکمل طور پر ختم کر دیں تو یہ صورتحال مسلمانوں کے لیے اور غزہ اور لبنان کے لیے تشویش کا باعث ہے اور اس وقت ایک معمول سا ہو گیا ہے کہ روز حملے کیے جا رہے ہیں اور روز ہی شہادتیں ہو رہی ہیں اس دوران کچھ نہ کچھ مزاحمت غزہ میں بھی جاری ہے اور حزب اللہ بھی لبنان کے ذریعے کچھ نہ کچھ ڈرون یا میزائل حملے کر رہی ہے مگر یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ یہ مقابلے کی سی کوئی کیفیت نہیں ہے بلکہ اکا دکا مزاحمت کے واقعات ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نے اپنے فرمودات میں ایسے ہی حالات کی پیشین گوئیاں کی ہیں اور یہ بھی بتایا ہے کہ حالات اس سے مزید مشکل ہوتے چلے جائیں گے اور اس وقت انسانی جانوں کا جو قتل عام کیا جا رہا ہے اس کو روکنے کی کوشش ابھی انتہائی کمزور ہے اگرچہ عوام میں عمومی طور پر ایک خاموش حمایت تو موجود ہے مگر عملی طور پر اب مظاہروں، کوششوں اور احتجاج کچھ سرد پڑ گیا ہے۔ اتنے مشکل حالات میں بھی اسلامی مزاحمتی قوتوں کا جہاد جاری رکھنا، غیر مشروط جنگ بندی سے انکار اور دستیاب وسائل کے ساتھ جمے رہنا اور اسرائیلی فوج کو نقصان پہنچاتے رہنا کسی معجزہ سے کم نہیں ہے۔ تاہم یہ معجزہ مسلمان عوام اور خصوصاً حکمران طبقات کی بے حسی پر حجت بھی ہے۔ اللہ ہمیں فلسطینی مسلمانوں کے ساتھ جانی، مالی اور ہر طرح کا تعاون کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ یہ صورتحال نہایت پریشان کن اور اگلی بڑی جنگوں کا پیش خیمہ ثابت ہو سکتی ہے۔

8 عالمی بساط پر ساہوکار کی تبدیلی اور متعلقہ ٹکراؤ کے آثار

دنیا میں عالمی غلبے کے لئے لڑائیاں (روس یوکرائن، غزہ) اور تنازعات (شمالی کوریا، تائیوان وغیرہ) جاری ہیں اور دنیا واضح طور پر بائی پولر اور شطرنج کی بساط کی طرح دکھائی دے رہی ہے۔ مشرق وسطی نئی عالمی لڑائی کے میدان کے طور پر سجایا جا رہا ہے۔ ٹرمپ کی جیت کے بعد عالمی معیشت میں بے یقینی کی صورتحال میں کچھ کمی آئی ہے اور اسی طرح سونے کی قیمت بھی اپنی بلند ترین قیمت سے کچھ کم ہو کر 2.655 ڈالر فی اونس کی سطح پر ہے۔ بنیادی مقابلہ معیشت کے میدان میں ہو رہا ہے پوری دنیا میں معاشی کمزوری ہے مگر امریکہ

زیادہ مشکل میں دکھائی دیتا ہے اور ڈالر کا بطور عالمی کرنسی استعمال کم ہو رہا ہے۔ امریکی صدارتی انتخابات میں صدر ڈونلڈ ٹرمپ کی کامیابی کے بعد عالمی بساط نئے سرے سے بچھانے کی تیاریاں ہو رہی ہیں اگرچہ طویل مدتی مقاصد تو وہی کے وہی ہیں تاہم عملی تدابیر اور فوری چالوں میں کافی تبدیلی آئے گی۔ دنیا کی عالمی معیشت میں آپس کی لڑائی کا عنصر اپنے عروج پر جا سکتا ہے اور اس میں امریکہ کو کچھ نقصان بھی ہو سکتا ہے تاہم مثبت پہلو یہ ہوگا کہ دنیا میں براہ راست تنازعات میں جو انسانی جانوں کا ضیاع ہو رہا ہے اس میں کچھ کمی آسکتی ہے تو ابھی تو تیاری کا رجحان ہے اور دیکھتے ہیں کہ ڈونلڈ ٹرمپ صدارت سنبھالنے کے بعد آتے ہی کیا احکامات جاری کرتے ہیں اور یہ عالمی بساط آگے کیسے بڑھتی ہے۔ غزہ کی لڑائی بھی پھیلتی جا رہی ہے اور یوکرائن کی طرح طول پکڑ رہی ہے۔ الغرض ایک جہان نو کے آثار دکھائی دیتے ہیں۔

بقیہ از اسلام میں اخلاقیات کی اہمیت وافادیت

وَ یُطۡعِمُوۡنَ الطَّعَامَ عَلٰی حُبِّہٖ مِسۡکِیۡنًا وَّ یَتِیۡمًا وَّ اَسِیۡرًا۝ اِنَّمَا نُطۡعِمُکُمۡ لِوَجۡہِ اللّٰہِ لَا نُرِیۡدُ مِنۡکُمۡ جَزَآءً وَّ لَا شُکُوۡرًا۝ [الدھر: ۸، ۹]

''وہ مسکین، یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے رہے اس کے باوجود کہ خود اس کے ضرورت مند تھے۔ کھلاتے وقت یہ جذبہ رکھتے تھے کہ ہم تمھیں صرف اللہ کی خوشنودی کے لیے کھلا رہے ہیں، نہ تم سے بدلہ چاہتے ہیں اور نہ کسی قسم کی شکرگزاری کی توقع رکھتے ہیں۔''

معلوم ہوا کہ یتیموں، مسکینوں، مسافروں، قیدیوں، محتاجوں، فقیروں اور ضرورت مندوں سے ہمدردی و خیرخواہی اور حسن سلوک نہ صرف صرف اخلاقِ عالیہ کی اہم نوع ہے، بلکہ بروزِ حشر اجر و ثواب کا باعث بھی ہوگا۔ مذکورہ بالا آیت کے بعد والی چند آیات میں ان اعمالِ حسنہ کا اجر و ثواب ذکر ہوا ہے۔ (جاری ہے)

آئینۂ حکمتِ بالغہ

2024ء

مشمولات — جنوری 2024ء

1	قرآن مجید کے ساتھ چند لمحات	258-256: 02	3
2	بارگاہِ نبوی ﷺ میں چند لمحات		6
3	حرفِ آرزو: سب لکھا جا رہا ہے............	انجینئر عبداللہ اسماعیل	7
4	قرآن کریم کا ترجمہ و مختصر تشریح	انجینئر مختار فاروقیؒ	9
5	دورِ آخرالزمان کی خوفناک جنگیں	محمد نعمان اصغر	16
6	سائنس اور مذہب میں مقاربت و مغایرت (13)	انجینئر فیضان حسن	31
7	امن کے دشمن _ امریکہ، اسرائیل، بھارت اور انجمن اقوام متحدہ!	محمد منظور انور	47
8	تبصرہ و تعارف کتب		52
9	یا ہنوز اندر تلاشِ مصطفےٰ (ﷺ) است	عبداللہ ابراہیم	57
10	آئینۂ حکمت بالغہ 2023ء		62

مشمولات — فروری 2024ء

1	قرآن مجید کے ساتھ چند لمحات	259: 02	3
2	بارگاہِ نبوی ﷺ میں چند لمحات		6
3	حرفِ آرزو: اگر اب بھی نہ جاگے تو!	انجینئر عبداللہ اسماعیل	7
4	قرآن کریم کا ترجمہ و مختصر تشریح	انجینئر مختار فاروقیؒ	9
5	اسلامک سٹائل ورلڈ آرڈر..................	محمد رشید عمر	19
6	سائنس اور مذہب میں مقاربت و مغایرت (14)	انجینئر فیضان حسن	33
7	حرمت اقصیٰ اور ہماری ذمہ داریاں	انجینئر فیضان حسن	42
8	ہم کیا کر رہے ہیں؟ لمحہ فکریہ	محمد منظور انور	51
9	یمان داری اور امانت داری	محمد نذیر یاسین	56
10	ضمیمہ خصوصی پر اہل علم کے تاثرات		57
11	یا ہنوز اندر تلاشِ مصطفےٰ (ﷺ) است	عبداللہ ابراہیم	60

مشمولات — مارچ 2024ء

1	قرآن مجید کے ساتھ چند لمحات	261-260 : 02	3
2	بارگاہِ نبوی ﷺ میں چند لمحات		6
3	حرفِ آرزو: فکرِ انسانی کا نقطۂ عروج: معرفتِ خداوندی	انجینئر مختار فاروقیؒ	7
4	قرآن کریم کا ترجمہ و مختصر تشریح	انجینئر مختار فاروقیؒ	12
5	سورۂ کہف اور فتنۂ دجال مضمون کا تتمہ	محمد نعمان اصغر	21
6	سائنس اور مذہب میں مقاربت و مغایرت (15)	انجینئر فیضان حسن	33
7	شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ	محمد رشید عمر	49
8	یا ہنوز اندر تلاشِ مصطفےٰ (ﷺ) است	عبداللہ ابراہیم	60
9	رمضان کی آمد پر رسول اللہ ﷺ کا ایک خطبہ	حدیث سلمان فارسیؓ	63

مشمولات — اپریل 2024ء

1	قرآن مجید کے ساتھ چند لمحات	264-262: 02	3
2	بارگاہِ نبوی ﷺ میں چند لمحات		6
3	حرفِ آرزو: ماہِ رمضان روشنی کی ایک کرن	انجینئر عبداللہ اسماعیل	8
4	قرآن کریم کا ترجمہ و مختصر تشریح	انجینئر مختار فاروقیؒ	10
5	ایمان کی حلاوت (درسِ حدیث)	حافظ عطاء الرحمٰن	20
6	......یہ عید بھی عیدِ محکوماں ہی رہے گی	انجینئر مختار فاروقی	27
7	سائنس اور مذہب میں مقاربت و مغایرت (16)	انجینئر فیضان حسن	31
8	اسلام میں اَخلاقیات کی اہمیت و اِفادیت	مولانا امین عزیز بھٹی	44
9	علامہ اقبال کا خواب!...................	محمد منظور انور	51
10	شجر غرقد	ڈاکٹر رب نواز چشتی	57
11	مدیر کے نام	ڈاکٹر ضمیر اختر خان	59
12	یا ہنوز اندر تلاشِ مصطفےٰ (ﷺ) است	عبداللہ ابراہیم	61

مشمولات — مئی 2024ء

نمبر	عنوان	مصنف	صفحہ
1	قرآن مجید کے ساتھ چند لمحات	267-265: 02	3
2	بارگاہِ نبوی ﷺ میں چند لمحات		6
3	حرفِ آرزو: تکمیل قرآن مجید...........	انجینئر عبداللہ اسماعیل	7
4	قرآن کریم کا ترجمہ ومختصر تشریح	انجینئر مختار فاروقی ؒ	19
5	ہماری ازدواجی زندگی	ڈاکٹر عبدالسمیع	30
6	سائنس اور مذہب میں مقاربت ومغایرت (17)	انجینئر فیضان حسن	43
7	اسلام میں اَخلاقیات کی اہمیت وافادیت	مولانا امین عزیز بھٹی	52
8	یا ہنوز اندر تلاشِ مصطفےٰ (ﷺ) است	عبداللہ ابراہیم	60

مشمولات — جون 2024ء

نمبر	عنوان	مصنف	صفحہ
1	قرآن مجید کے ساتھ چند لمحات	271-268: 02	3
2	بارگاہِ نبوی ﷺ میں چند لمحات		6
3	حرفِ آرزو: اپنے آپ کو بدلنا ہوگا!	انجینئر عبداللہ اسماعیل	7
4	قرآن کریم کا ترجمہ ومختصر تشریح	انجینئر مختار فاروقی ؒ	9
5	ہماری ازدواجی زندگی (2)	ڈاکٹر عبدالسمیع	21
6	موسیقی روح کی غذا یا موت	محمود حماد	29
7	سائنس اور مذہب میں مقاربت ومغایرت (18)	انجینئر فیضان حسن	38
8	اسلام میں اَخلاقیات کی اہمیت وافادیت (3)	مولانا امین عزیز بھٹی	47
9	ہماری قربانیاں	ایوب بیگ مرزا	51
10	تیسری عالمی جنگ کیلئے صف بندی ہو رہی ہے!	محمد منظور انور	55
11	یا ہنوز اندر تلاشِ مصطفےٰ (ﷺ) است	عبداللہ ابراہیم	60

مشمولات — جولائی 2024ء

نمبر	عنوان	مصنف	صفحہ
1	قرآن مجید کے ساتھ چند لمحات	274-272: 02	3
2	بارگاہِ نبوی ﷺ میں چند لمحات		6
3	حرفِ آرزو: نیا اسلامی سال مبارک	انجینئر عبداللہ اسماعیل	7
4	قرآن کریم کا ترجمہ ومختصر تشریح	انجینئر مختار فاروقی ؒ	9
5	تین مختصر اور جامع نصیحتیں (درسِ حدیث)	حافظ عطاء الرحمٰن	21
6	سائنس اور مذہب میں مقاربت ومغایرت (19)	انجینئر فیضان حسن	28
7	اسلام میں اَخلاقیات کی اہمیت وافادیت (4)	مولانا امین عزیز بھٹی	48
8	غزہ میں قیامت بپا ہے! امت مسلمہ کہاں ہے؟	محمد منظور انور	56
9	یا ہنوز اندر تلاشِ مصطفےٰ (ﷺ) است	عبداللہ ابراہیم	61

مشمولات — اگست 2024ء

نمبر	عنوان	مصنف	صفحہ
1	قرآن مجید کے ساتھ چند لمحات	277-275: 02	3
2	بارگاہِ نبوی ﷺ میں چند لمحات		6
3	حرفِ آرزو: ایک نئے جذبے سے......	انجینئر عبداللہ اسماعیل	7
4	قرآن کریم کا ترجمہ ومختصر تشریح	انجینئر مختار فاروقی ؒ	23
5	سائنس اور مذہب میں مقاربت ومغایرت (20)	انجینئر فیضان حسن	35
6	اسلام میں اَخلاقیات کی اہمیت وافادیت (5)	مولانا امین عزیز بھٹی	45
7	پاکستان کا مطلب کیا؟ لا اِلٰہ اِلا اللہ	محمد منظور انور	53
8	یا ہنوز اندر تلاشِ مصطفےٰ (ﷺ) است	عبداللہ ابراہیم	61

مشمولات — ستمبر 2024ء

نمبر	عنوان	مصنف	صفحہ
1	قرآن مجید کے ساتھ چند لمحات	281-278: 02	3
2	بارگاہِ نبوی ﷺ میں چند لمحات		6
3	حرفِ آرزو: اَلَّذِیْنَ نَسُوا اللّٰہَ فَاَنْسٰھُمْ اَنْفُسَھُمْ	انجینئر عبداللہ اسماعیل	7
4	قرآن کریم کا ترجمہ ومختصر تشریح	انجینئر مختار فاروقی ؒ	9
5	پاکستان کا مطلب کیا؟ لا اِلٰہ اِلا اللہ!	شجاع الدین شیخ	18
6	سائنس اور مذہب میں مقاربت ومغایرت (21)	انجینئر فیضان حسن	33
7	اسلام میں اَخلاقیات کی اہمیت وافادیت (6)	مولانا امین عزیز بھٹی	43
8	سیرتِ طیبہ، محسن انسانیت رحمۃ للعالمین...........	محمد منظور انور	51
9	یا ہنوز اندر تلاشِ مصطفےٰ (ﷺ) است	عبداللہ ابراہیم	56
10	نقشبندی اجتماع اشتہار...........		64

مشمولات — اکتوبر 2024ء

نمبر	عنوان	مصنف	صفحہ
1	قرآن مجید کے ساتھ چند لمحات	282: 02	3
2	بارگاہِ نبوی ﷺ میں چند لمحات		6
3	حرفِ آرزو: دنیا آپ ﷺ کی رحمت کی منتظر ہے	انجینئر عبداللہ اسماعیل	8
4	قرآن کریم کا ترجمہ ومختصر تشریح	انجینئر مختار فاروقی ؒ	11
5	سائنس اور مذہب میں مقاربت ومغایرت (22)	انجینئر فیضان حسن	22
6	انجمن اقوام متحدہ، اسلامی ممالک...........	محمد منظور انور	45
7	انجمن خدام القرآن ٹرسٹ جھنگ سالانہ رپورٹ 23-2024		52
8	یا ہنوز اندر تلاشِ مصطفےٰ (ﷺ) است	عبداللہ ابراہیم	57

مشمولات — نومبر 2024ء

نمبر	عنوان	مصنف	صفحہ
1	قرآن مجید کے ساتھ چند لمحات	284-283: 02	3
2	بارگاہِ نبوی ﷺ میں چند لمحات		5
3	حرفِ آرزو: فکر اقبال کو زندہ کرنا فوری کرنے کا کام	انجینئر مختار فاروقی ؒ	6
4	قرآن کریم کا ترجمہ ومختصر تشریح	انجینئر مختار فاروقی ؒ	13
5	تربیتِ اہل خانہ -- اسلامی اقدار کی روشنی میں	انجینئر عبداللہ اسماعیل	26
6	اسلام میں اَخلاقیات کی اہمیت وافادیت (7)	مولانا امین عزیز بھٹی	41
7	غزہ کی جنگ — نئی عالمی جنگ کے خدشات	محمد منظور انور	48
8	عورت، اقبال کی نظر میں	پروفیسر خداقت انوار الحق	53
9	یا ہنوز اندر تلاشِ مصطفےٰ (ﷺ) است	عبداللہ ابراہیم	57

فرمودۂ اقبال

مطالعۂ کلامِ اقبال

انجینئر مختار فاروقی رحمۃ اللہ علیہ

فقر — پس چہ باید کرد اے اقوامِ شرق 6

24
صیدِ مومن ایں جہانِ آب و گِل
باز را گوئی کہ صیدِ خود بِہل؟

آب وگِل کی یہ دنیا مردِ مومن کا شکار ہے   کیا تو باز سے کہہ رہا ہے کہ وہ اپنا شکار چھوڑ دے

25
حل نشُد ایں معنیٔ مشکل مَرا
شاہیں از افلاک بگریزد چرا

مجھ سے یہ مشکل بات حل نہیں ہو سکی کہ   شاہین افلاک سے گریز کیوں کرتا ہے

26
وائے آں شاہیں کہ شاہینی نکرد
مرغکے از چنگ او نامد بدَرد

اس شاہین پر افسوس ہے جس نے قوت کا اظہار نہیں کیا   کوئی پرندہ اس کے پنجوں میں درد سے نہیں تڑپا

27
در کنامے ماند زار و سرنگوں
پَر نہ زَد اندر فضائے نیلگوں

وہ آشیانے میں افسردہ سر جھکائے بیٹھا رہا،   اس نے آسمانی فضا میں ذرا بھی پرواز نہیں کی

28
فقرِ قرآں احتسابِ ہست و بود
نے رباب و مستی و رقص و سرود

قرآن کا فقر کائنات کا احتساب ہے،   نہ کہ ساز و آواز، مستی اور رقص و سرور

فرہنگ (الفاظ کے معانی)

صید: شکار۔ جہانِ آب وگل: پانی اور مٹی کا جہاں، مادی دنیا۔ بِہل: ہلیدن سے واحد حاضر امر کا صیغہ، تو چھوڑ دے۔ چرا: کیوں۔ مرغکے: (مرغ + ک + ے) پرندہ + چھوٹا + ایک۔ (اسم کی تصغیر بنانے کیلئے آخر میں 'ک' لگاتے ہیں۔ چنگ: پنجہ۔ نامد: (نہ آمد) نہیں آیا۔ کنام: آشیانہ۔ رباب: ایک آلۂ موسیقی۔ سرود: گانا۔

فارسی اشعار کی تشریح

24 بندۂ مومن یعنی مردِ فقیر کے لیے یہ مادی کائنات ایک شکار ہے (جیسے کبوتر اور چڑیا باز کے لیے) پھر کچھ (رہنما) یہ مشورہ دیتے ہیں کہ دنیا چھوڑ دو یعنی ترکِ دنیا اختیار کر لو۔ حقیقت یہی ہے کہ اس شکار کو قابو کرنا ہی کائنات میں مقامِ انسانی کا مقصد ہے اور یہی کچھ بندۂ مومن کو کرنا چاہیے۔

25 شاعر کہتا ہے کہ یہ مسئلہ میرے لیے ایک سمجھ میں نہ آنے والی بات ہے کہ مردِ فقیر بندۂ مومن ایک شاہین ہے اُسے فقر اختیار کرنا چاہیے آسمانوں میں بلند پرواز کرنی چاہیے اور حسبِ فطرت شکار کرنا چاہیے یہ کائنات بندۂ مومن کے لیے شکار ہے۔ شاہین شکار کر کے کھاتا کم ہے بلکہ اصل شاہینی شکار کو پکڑنے اور قابو کرنے میں ہے۔ ؎

جو کبوتر پر جھپٹنے میں مزا ہے اے پسر!
وہ مزا شاید کبوتر کے لہو میں بھی نہیں

آج کا مردِ مومن تسخیرِ کائنات سے گریزاں کیوں ہے؟

26 وہ شاہین کیسا شاہین ہے جو شاہینی نہیں کرتا اور اپنی فطری خداداد صلاحیتوں کا اظہار نہیں کرتا اب مسلمانوں کو غلامی کے باوجود اُٹھ کھڑے ہونا چاہیے اور باطل سے ٹکرا جانا چاہیے، جدوجہد اس کی فطرت ہے کیا وجہ ہے کہ کوئی شکار اس شاہین کے پنجے میں آ کر درد سے تڑپتا نظر نہیں آتا۔

27 وہ اپنے منبر و محراب، حجرہ و خانقاہ میں سرنگوں افسردہ بیٹھا ہے کہ جبکہ زمانہ منتظر ہے کہ کوئی 'مسیحا و مہدی' آئے اور دنیا کو ابلیسی صیہونی نظام سے نجات دلائے۔ بندۂ مومن ___ یہ مردِ فقیر اُٹھ کر چہار دانگ عالم میں پر پھیلا کر پرواز کیوں نہیں کرتا۔

28 قرآن مجید کی تربیت سے جو انسان تیار ہوتے ہیں وہ دنیاوی لذات سے کنارہ کش رہ کر پوری کائنات کا احتساب کرتے ہیں اور ہر سطح پر معاملات کو اللہ تعالیٰ کی حاکمیّت کے تحت لے آتے ہیں۔ 'ایمان' کا مظہر یہ نہیں ہے کہ انسان مسلمانوں کا پیشوا ہو۔ اور ساتھ مزامیر اور وجد ہو۔ اور جہاد سے گریز ہو۔ ایمان کی زندگی کے نمایاں اوصاف یہ نہیں ہو سکتے۔

مرا طریق امیری نہیں، فقیری ہے!
خودی نہ بیچ، غریبی میں نام پیدا کر!

Vol 18
CPL No: FD 30/07
HIKMAT-E-BAALGHA
DECEMBER 2024
No 12

مِنَ الظُّلُمَاتِ اِلَى النُّوْر

ان شاء اللہ

25 روزہ قرآن فہمی کورس

پھر سوئے حرم لے چل

جس میں ترجیحاً انٹرمیڈیٹ تعلیم کے حامل طلباء، کاروباری و ملازمت پیشہ اور بے روزگار حضرات شریک ہوسکتے ہیں تاکہ قرآن مجید کے ساتھ ساتھ دیگر دینی علوم سیکھ کر عملی زندگی میں باعمل مسلمان کی زندگی بسر کرسکیں۔

اس کورس میں قرآن مجید اور احادیث مبارکہ کا منتخب نصاب، تاریخ اسلام، بنیادی عربی گرائمر اور کلامِ اقبال پڑھایا جاتا ہے۔ یہ کورس قرآن اکیڈمی جھنگ میں وقتاً فوقتاً جزوقتی اور کل وقتی منعقد ہوتا ہے

13 جنوری 2025ء سے کل وقتی کورس منعقد ہورہا ہے
جس میں ملک بھر کے تمام شہروں سے لوگ شریک ہوسکتے ہیں

اس کورس میں شرکاء کے لیے قیام و طعام کا انتظام بھی ہوگا

کورس کی تدریس اور کتب پر کوئی معاوضہ نہیں ہے

شرکت کے خواہشمند حضرات بذریعہ فون یا واٹس ایپ اپنا نام رجسٹر کروائیں

قرآن اکیڈمی جھنگ
لالہ زار کالونی نمبر 2، ٹوبہ روڈ جھنگ
047-7630861-63, 0336-6778561(WhatsApp), 0312-6898181